ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

اگست 2021ء

”اچھی طرح پہنچا دے جو تیرے ربّ کی طرف سے
تیری طرف اتارا گیا ہے۔“

(سورۃ المائدہ 68:5)

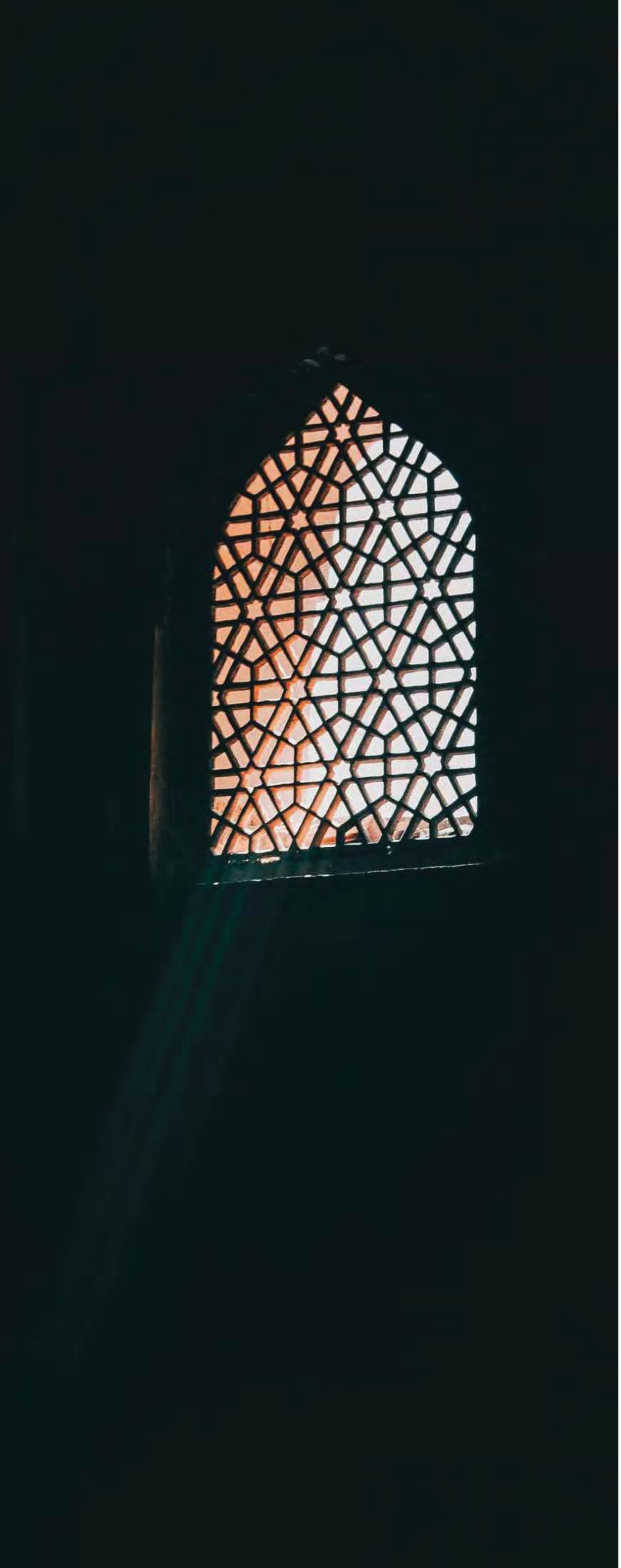

اللہ تعالیٰ نے آج ہمیں دنیا کی روحانی پیاس بجھانے کے لئے مقرر کیا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 7 جون 2015ء کو جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر بمقام کالسروئے ایمان افروز اختتامی خطاب میں فرمایا:

''دنیا کی بقا آج ہمارے ہاتھ میں ہے۔اللہ تعالیٰ نے آج ہمیں دنیا کی روحانی پیاس بجھانے کے لئے مقرر کیا ہے۔پس اس ذمہ داری کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔اس کام کے لئے صرف تھوڑے سے لٹریچر یا چند سیمینار یا چند میٹنگز کام نہیں کریں گی بلکہ ہمارے ہر طبقے کو اپنے اپنے حلقے میں اس کام کو سرانجام دینے کے لئے آگے آنا ہو گا۔مستقل مزاجی سے اس کام میں جُت جانا ہوگا۔اپنے عملوں کو اسلام کی حقیقی تعلیم کے مطابق ڈھالنا ہوگا اور خدا تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے عبادت کے حق ادا کرنے ہوں گے۔پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ عہد کر کے یہاں سے جانا چاہئے کہ ہم دنیا کی روحانی پیاس بجھانے کے سامان کریں گے ان شاء اللہ۔ دنیا کو تباہی کے گڑھے سے نکالنے کی کوشش کریں گے۔اپنے عملوں کو اس تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے رہیں گے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے۔ان شاء اللہ۔ اور کسی کو اپنے پر اس بات پر انگلی نہیں اٹھانے دیں گے کہ تمہارے قول و فعل میں تضاد ہے۔حقوق اللہ کی ادائیگی کی بھی مثالیں قائم کریں گے اور حقوق العباد کی ادائیگی کی بھی مثالیں قائم کریں گے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔''

(دعوۃ الی اللہ کی اہمیت اور ضرورت مطبوعہ نور الاسلام قادیان، صفحہ 23-24)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

دعوۃ الیٰ اللہ

ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

اگست 2021ء   جلد نمبر 50   شمارہ 8

فہرست مضامین

★ قرآن مجید	2
★ حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
★ ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
★ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات	4
★ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایمان افروز خطاب 'دعوۃ الیٰ اللہ کی اہمیت اور ضرورت' سے چند اقتباس	12
★ دعوۃ الیٰ اللہ میں حکمت کے تقاضے از شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ کینیڈا	17
★ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کا ابتدائی باب از مکرم مولانا غلام مصباح بلوچ صاحب	18
★ قرآن اور انبیاء علیہم السلام از مکرم طارق حیدر صاحب	20
★ نماز دعا ہے از شعبہ تربیت جماعت احمدیہ کینیڈا	23
★ میرے شفیق اور مہربان والدِ بزرگوار مرم نذیر احمد خادمؔ صاحب از محترمہ بشریٰ نذیر آفتاب صاحبہ	24
★ جلسہ یوم خلافت وان امارت کی چند جھلکیاں از مکرم غلام احمد عابدؔ صاحب	28
★ بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	32

نگران

ملک لال خاں

امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیر اعلیٰ

مولانا ہادی علی چوہدری

مدیران

ہدایت اللہ ہادیؔ اور عثمان شاہدؔ

معاون مدیر

شفیق اللہ

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

مسعود ناصر، فوزیہ بٹ، غلام احمد عابدؔ

تزئین و زیبائش

شفیق اللہ اور منیب احمد

مینیجر

مبشر احمد خالدؔ

رابطہ

editor@ahmadiyyagazette.ca

Tel: 905-303-4000 ext. 2241

www.ahmadiyyagazette.ca

قرآن مجید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّھَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ ؕ وَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَہٗ ؕ وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھۡدِی الۡقَوۡمَ الۡکٰفِرِیۡنَ ○

(سورۃ المائدہ 68:5)

اے رسول! اچھی طرح پہنچا دے جو تیرے رب کی طرف سے تیری طرف اتارا گیا ہے۔ اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو گویا تو نے اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا۔ اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔ یقیناً اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ○

(سورۃ حٰمٓ السجدہ 34:41)

اور بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجالائے اور کہے کہ میں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

حدیث النبی ﷺ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

عَنۡ سَھۡلِ بۡنِ سَعۡدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ: فَوَ اللّٰہِ لَاَنۡ یَّھۡدِیَ اللّٰہُ بِکَ رَجُلًا وَاحِدًا خَیۡرٌ لَکَ مِنۡ اَنۡ یَکُوۡنَ لَکَ حُمۡرُ النَّعَمِ

(حدیقۃ الصالحین۔ حدیث نمبر 335۔ ایڈیشن 2015ء، صفحہ 375-376 بحوالہ صحیح مسلم. کتاب الفضائل علی بن ابو طالبؓ و صحیح بخاری. کتاب الجهاد)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا خدا کی قسم! تیرے ذریعہ ایک آدمی کا ہدایت پا جانا اعلیٰ درجہ کے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے بہتر ہے۔

عَنۡ حُذَیۡفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِیۡ نَفۡسِیۡ بِیَدِہٖ لَتَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَلَتَنۡھَوُنَّ عَنِ الۡمُنۡکَرِ اَوۡ لَیُوۡشِکَنَّ اللّٰہُ اَنۡ یَّبۡعَثَ عَلَیۡکُمۡ عِقَابًا مِنۡہُ ثُمَّ تَدۡعُوۡنَہٗ فَلَا یُسۡتَجَابُ لَکُمۡ.

(حدیقۃ الصالحین۔ حدیث نمبر 341۔ ایڈیشن 2015ء، صفحہ 379 بحوالہ جامع ترمذی. ابواب الفتن، باب الامر بالمعروف والنهی عن المنکر)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، یا تو تم نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں سخت عذاب سے دوچار کرے گا۔ پھر تم دعائیں کرو گے لیکن وہ قبول نہیں کی جائیں گی۔

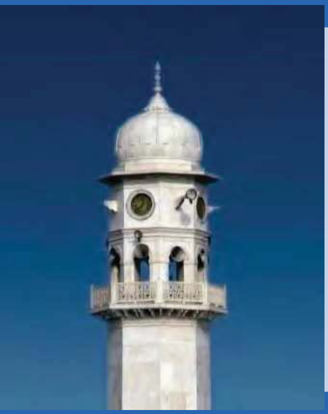

ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں

اگر اس راہ میں مجھے اپنی جان بھی فدا کرنی پڑے تو میرے پر یہ کام بفضلہٖ تعالیٰ کچھ بھاری نہیں

’’ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچالیں۔ اگر خدا تعالیٰ ہمیں انگریزی زبان سکھا دے تو ہم خود پھر کر اور دورہ کر کے تبلیغ کریں اور اسی تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جاویں۔‘‘

(ملفوظات۔ جلد دوم، صفحہ 219۔ ایڈیشن 2003ء)

’’میں اس مولیٰ کریم کا اس وجہ سے بھی شکر کرتا ہوں کہ اُس نے ایمانی جوش اسلام کی اشاعت میں مجھ کو اس قدر بخشا ہے کہ اگر اس راہ میں مجھے اپنی جان بھی فدا کرنی پڑے تو میرے پر یہ کام بفضلہٖ تعالیٰ کچھ بھاری نہیں۔ اگرچہ میں اِس دنیا کے لوگوں سے تمام امیدیں قطع کر چکا ہوں مگر خدا تعالیٰ پر میری امیدیں نہایت قوی ہیں۔ سو میں جانتا ہوں کہ اگرچہ میں اکیلا ہوں مگر پھر بھی میں اکیلا نہیں وہ مولیٰ کریم میرے ساتھ ہے اور کوئی اس سے بڑھ کر مجھ سے قریب تر نہیں اسی کے فضل سے مجھ کو یہ عاشقانہ روح ملی ہے کہ دُکھ اٹھا کر بھی اس کے دین کے لئے خدمت بجالاؤں اور اسلامی مہمات کو بشوق وصدق تمام تر انجام دوں۔ اس کام پر اس نے آپ مجھے مامور کیا ہے۔ اب کسی کے کہنے سے میں رُک نہیں سکتا اور چاہتا ہوں کہ میری ساری زندگی اسی خدمت میں صرف ہو۔ اور درحقیقت خوش اور مبارک زندگی وہی زندگی ہے جو الٰہی دین کی خدمت اور اشاعت میں بسر ہو۔‘‘

(آئینہ کمالاتِ اسلام۔ روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 35۔36)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

خطباتِ جمعہ فرمودہ جون 2021ء کے خلاصہ جات

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 04 جون 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ خطبات میں فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہو رہا تھا اور غزوات و سرایا کا ذکر تھا۔ غزوہ حمراالاسد کے متعلق قمرالانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ غزوہ احد کے بعد جب قریش نے مکے کی راہ لی تو راستے میں ان کے درمیان یہ گرما گرم بحث چھڑ گئی کہ اس فتح سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مدینے پر حملہ کر دیا جائے۔ جوشیلے لوگوں کی ترغیب کے تابع لشکرِ قریش مدینے کی طرف لوٹنے کے لئے تیار ہو گیا۔ جب یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو موصول ہوئی تو آپؐ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشورے کے لئے بلایا، دونوں نے لشکرِ قریش کے تعاقب کا مشورہ دیا۔ آنحضور ﷺ نے فوراً اعلان فرمایا کہ احد میں شریک ہونے والے مسلمان تیار ہو جائیں چنانچہ احد کے زخمی مجاہدین نہایت خوشی کے ساتھ اپنے آقاؐ کی سربراہی میں روانہ ہوئے۔ آٹھ میل کا فاصلہ طے کر کے آپؐ حمراالاسد پہنچے اور مختلف مقامات پر آگ روشن کرنے کا حکم دیا۔ رات کے اندھیرے میں روشن ہونے والی پانچ سو آگیں دور سے دیکھنے والوں کے دلوں کو مرعوب کرتی تھیں۔ اسی موقعے پر قبیلہ خزاعہ کا معبد نامی مشرک رئیس آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مقتولینِ احد کے متعلق اظہارِ ہمدردی کی۔ دوسرے دن وہ ابوسفیان سے ملا اور اسے مسلمانوں کے بلند حوصلے سے آگاہ کیا۔ معبد کی باتوں کا ابوسفیان اور دیگر قریش پر ایسا رعب پڑا کہ انہوں نے مکہ واپس لوٹنے میں ہی عافیت جانی۔

غزوہ بنومصطلق شعبان پانچ ہجری میں ہوا۔ اس کے متعلق قمرالانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قریش کی فتنہ انگیزی کے سبب قبیلہ خزاعہ کی شاخ بنومصطلق نے مدینے پر چڑھائی کی تیاری شروع کر دی۔ یہ خبر ملنے پر حضور ﷺ نے ایک صحابی بریدہ بن حصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دریافتِ حال کے لئے بھجوایا جنہوں نے واپس آکر اس خبر کی تصدیق کی۔ آنحضور ﷺ نے یہ خبر ملنے پر لشکر کو تیاری کا حکم دیا چنانچہ بہت سے صحابہؓ اور بڑی تعداد میں منافقین بھی حضور ﷺ کے ساتھ شامل ہو گئے۔ راستے میں کفار کا ایک جاسوس ملا جس سے حالات وغیرہ دریافت کرنے کی کوشش کی گئی مگر اس نے بتانے سے انکار کیا تو جنگی قوانین کے تحت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو قتل کر دیا۔ بنومصطلق کا ارادہ تو مدینے پر اچانک حملے کا تھا چنانچہ جب انہیں مسلمانوں کی آمد کی اطلاع ملی تو وہ بہت خائف ہوئے، اسی طرح خدائی تصرف کے تحت ان کے حلیف قبائل بھی ان کا ساتھ چھوڑ گئے۔ لیکن بنومصطلق کو قریش نے مسلمانوں کی دشمنی کا ایسا نشہ پلا رکھا تھا کہ وہ پھر بھی جنگ سے باز نہ آئے۔ جنگ شروع ہوئی تو آنحضور ﷺ کی حسنِ تدبیر کے نتیجے میں دس کفار اور ایک مسلمان کے قتل پر بنومصطلق محصور ہو کر ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گئے۔

غزوہ بنومصطلق سے واپسی پر مہاجروں میں سے کسی آدمی نے ایک انصاری کی پیٹھ پر مارا۔ جس پر دونوں افراد نے اپنے اپنے گروہ کو مدد کے لئے پکارا۔ جب آنحضور ﷺ تک یہ معاملہ پہنچا تو آپؐ نے اسے فضول اور گندی بات قرار دے کر معاملہ ختم کرا دیا۔ لیکن عبداللہ بن ابی نے یہ کہہ کر کہ انہوں نے تو ایسا کر لیا یعنی مہاجر نے تو انصار کو مار لیا لیکن ہم مدینہ لوٹے تو ضرور معزز ترین شخص (نعوذ باللہ) ذلیل ترین شخص کو وہاں سے نکال دے گا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ بن ابی کو قتل کرنے کی اجازت چاہی تاہم آنحضور ﷺ نے اجازت نہ دی۔ بعد میں جب عبداللہ بن ابی کا نفاق اور اسلام سے عداوت کھل گئی تو آنحضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اگر اس وقت میں اس کو قتل کرا دیتا تو لوگ ناک منہ چڑھاتے لیکن اب اگر انہی لوگوں کو میں اس کے قتل کا حکم کروں تو وہ خود اس کو قتل کر

دیں گے۔

جب رسول خدا ﷺ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سلول کی نمازِ جنازہ پڑھانے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو منافقین کی نمازِ جنازہ سے منع کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ میں استغفار کروں یا نہ کروں۔ پس آپؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ تاہم بعد میں اللہ تعالیٰ کے کلی منع فرمادینے کے بعد آپؐ نے منافقین کی نمازِ جنازہ پڑھانا ترک کر دیا۔

غزوہ خندق کے روز نبی کریم ﷺ اور صحابہؓ کتنی نمازیں نہیں پڑھ سکے تھے اس بارہ میں متفرق روایات ملتی ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام روایات کو ضعیف قرار دیتے ہوئے صرف ایک روایت کو درست قرار دیا ہے۔

چنانچہ پادری فتح مسیح کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ ایک نماز یعنی صلوٰۃ العصر معمول سے تنگ وقت میں ادا کی گئی تھی۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر آنحضور ﷺ نے سفارت کے لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اشرافِ قریش کے پاس بھجوانا چاہا تو آپؓ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام تجویز کرتے ہوئے عرض کیا کہ وہ قریش کے نزدیک مجھ سے زیادہ معزز ہے چنانچہ آنحضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجویز کو قبول فرمایا۔

جب صلح حدیبیہ کی شرائط لکھی جارہی تھیں تو قریشِ مکہ کے سفیر سہیل کا لڑکا ابوجندل بیڑیوں اور ہتھکڑیوں میں جکڑا ہوا وہاں پہنچا۔ اس وقت سہیل یہ شرط لکھوا رہا تھا کہ ہر شخص جو مکہ والوں میں سے مسلمانوں کی طرف آئے گا اسے واپس لوٹا دیا جائے گا۔ آنحضور ﷺ نے سہیل سے کہا کہ ابھی تو معاہدہ تکمیل کو نہیں پہنچا لیکن سہیل نہ مانا، پھر آپؐ نے فرمایا کہ مروت اور احسان کے طور پر ہی ابوجندل کو ہمیں دے دو لیکن سہیل نے صاف انکار کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے ابوجندل کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا کی طرف نظر رکھو۔ مسلمانوں کے لئے یہ نظارہ بڑا تکلیف دہ تھا آخر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ رہا گیا اور آپؓ نے کانپتی ہوئی آواز میں رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ کیا آپؐ خدا کے برحق رسول نہیں؟ کیا ہمارا دشمن باطل پر نہیں؟ پھر ہم یہ ذلت کیوں برداشت کر رہے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ میں خدا کا رسول ہوں اور اس کی منشاء کو جانتا ہوں اور اس کے خلاف نہیں چل سکتا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ عمرؓ! سنبھل کر رہو اور رسول اللہ ﷺ کی رکاب پر جو ہاتھ تم نے رکھا ہے اسے ڈھیلا نہ ہونے دو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ خلافت سے قبل اپنی جلسہ سالانہ کی تقریر میں فرماتے ہیں کہ دردو کرب کی وہ چیخ جو سوال بن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل سے نکلی، دوسرے بہت سے سینوں میں گھٹی ہوئی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اظہار کی جرأت کی ایسی چوک ہوگئی کہ بعد ازاں عمر بھر آپؓ اس سے پشیمان رہے۔ بہت روزے رکھے، بہت عبادتیں کیں، بہت صدقات دیئے اور استغفار کرتے رہے۔ آپؓ ہمیشہ حسرت سے یہی کہا کرتے کہ کاش میں نے آنحضور ﷺ سے وہ سوال نہ کیا ہوتا۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں اور قریش میں جو معاہدہ ہوا اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھی دستخط تھے۔ حدیبیہ سے واپسی پر جب سورۃ الفتح کی آیات نازل ہوئیں تو مسلمان حیران ہوئے کہ ہم بظاہر ناکام ہو کر واپس جارہے ہیں اور خدا تعالیٰ ہمیں فتح کی مبارک باد دے رہا ہے۔ جب یہ باتیں رسول اللہ ﷺ تک پہنچیں تو آپؐ نے فرمایا کہ غور کیا جائے تو واقعی حدیبیہ کی صلح بڑی بھاری فتح ہے۔ وہ قریش جو ہمارے خلاف میدانِ جنگ میں اترے ہوئے تھے انہوں نے خود جنگ کو ترک کرکے امن کا معاہدہ کرلیا ہے اور آئندہ سال ہمارے لئے مکہ کے دروازے کھول دینے کا وعدہ کیا ہے۔ آنحضور ﷺ کی تقریر سے قبل حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بڑے پیچ و تاب میں تھے چنانچہ کئی بار اس بارہ میں حضور ﷺ سے سوال کرنا چاہا مگر آپؐ خاموش رہے۔ جب سورۃ فتح نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوایا اور فرمایا کہ مجھ پر ابھی ایسی سورۃ نازل ہوئی ہے جو مجھے دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یہ صلح کیا واقعی اسلام کی فتح ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! یقیناً یہ ہماری فتح ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا:

1۔ مکرم ملک محمد یوسف سلیم صاحب انچارج شعبہ زود نویسی جو 86 برس کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ مرحوم کو کسرِ صلیب کانفرنس 1978ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اور 1983ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہم راہ آسٹریلیا، فجی اور سنگاپور کے دورے کا موقع ملا۔

2۔ مکرم شعیب احمد صاحب واقفِ زندگی قادیان جو 56 سال کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ مرحوم کو بطور انچارج دفتر علیا، ناظر بیت المال خرچ، ناظم وقفِ جدید مال، افسر جلسہ سالانہ اور صدر خدام الاحمدیہ بھارت کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔

3۔ مکرم مقصود احمد صاحب بھٹی مبلغ سلسلہ قادیان جو

18 مئی 2021ء کو باون سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن 2017ء سے وفات تک مرحوم کو بطور مرکزی قاضی خدمت کی بھی توفیق ملی۔

4۔ مکرم جاوید اقبال صاحب فیصل آباد جو چھیاسٹھ برس کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم کو خدمتِ دین کا جنون کی حد تک شوق تھا۔

5۔ مکرمہ مدیحہ نواز صاحبہ اہلیہ نواز احمد صاحب مربی سلسلہ گھانا جو 16 اپریل 2021ء کو 36 برس کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ بیحد حوصلہ مند، صابرہ اور جذبہ ایثار سے سرشار خاتون تھیں۔

حضورِ انور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندئ درجات کے لئے دعا کی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 11 جون 2021ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 11 جون 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ خطبے میں فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے صلح حدیبیہ کا ذکر ہوا تھا۔ صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جب قریش کے حلیف قبیلہ بنوبکر نے مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنوخزاعہ پر حملہ کیا اور قریش نے بنوبکر کی مدد بھی کی تو ابوسفیان معاہدے کی تجدید کے لئے مدینہ آیا۔

ڈاکٹر علی بن سلابی لکھتے ہیں کہ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوسفیان کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ راستے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں کو رسولِ خدا ﷺ کے پاس جاتے ہوئے دیکھ لیا اور آپؓ بھی وہیں پہنچ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ مجھے اجازت دیں کہ میں اللہ کے دشمن ابوسفیان کی گردن ماردوں۔ اس پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں نے ابوسفیان کو پناہ دی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان مکالمہ ہوا اور حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے عباس! ابوسفیان کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور صبح لے کر آنا۔

شعبان 7 ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک سریے میں تیس آدمیوں کے ساتھ قبیلہ ہوازن کی شاخ تربہ کی طرف روانہ فرمایا۔

سیرت کی کتب وغیرہ کے مطابق سب سے پہلے غزوہ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے پرچم کا ذکر ملتا ہے۔ اس سے قبل صرف چھوٹے جھنڈے ہوتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کا یہ عقاب نامی پرچم سیاہ رنگ کا تھا جو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چادر مبارک سے بنایا گیا تھا۔ جب حضور ﷺ خیبر میں قیام فرما تھے تو دردِ شقیقہ کے باعث آپؐ باہر تشریف نہ لا سکے۔ ایسے میں آپؐ نے اپنا پرچم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا جن کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی۔

خیبر کی فتح کے بعد حاصل ہونے والے مالِ فے میں سے پانچواں حصہ جو رسول اللہ ﷺ کے لئے تھا آپؐ نے مسلمانوں میں تقسیم فرمادیا۔ یہود میں سے جو جلاوطنی کے لئے آمادہ ہو کر قلعوں سے اتر آئے تھے آپؐ نے انہیں اس شرط پر ان کے اموال واپس کر دیئے کہ اس سے حاصل ہونے والا پھل ان کے اور مسلمانوں کے درمیان تقسیم ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں بھی یہی نظام جاری رہا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں جب آپؓ کو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے اپنی آخری بیماری میں فرمایا تھا کہ جزیرہ عرب میں دو دِین اکٹھے نہ رہیں گے تو آپؓ نے ایسے تمام یہود کو جن کے پاس رسول اللہ ﷺ کا کوئی عہد نہ تھا جلاوطن کر دیا۔

جب حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہلِ مکہ کو رسول اللہ ﷺ کے ارادہ سے مطلع کرنے کے لئے ایک عورت کو خفیہ طور پر خط دے کر بھیجا اور وہ عورت پکڑی گئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دینے کی اجازت چاہی۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کے غزوہ بدر میں شریک ہونے کے باعث اس لغزش سے درگزر فرمایا۔

حنین سے واپسی پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اعتکاف بیٹھنے کی ایک ایسی نذر کے متعلق پوچھا جو انہوں نے زمانہ جاہلیت میں مانی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے وہ نذر پوری کرنے کا ارشاد فرمایا۔

غزوہ تبوک کے موقع پر جب حضور ﷺ نے چندے کی تحریک فرمائی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ آج میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سبقت لے جاسکتا ہوں چنانچہ آپؓ اپنا نصف مال لے آئے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ زمانہ اسلام کے لئے انتہائی مصیبت کا دور تھا لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا سارا مال لے آئے اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ واقعہ بیان کر کے فرماتے ہیں کہ ایک وہ ہیں کہ بیعت تو کر جاتے ہیں اور اقرار بھی کر جاتے ہیں کہ ہم دنیا پر دین کو مقدم

رکھیں گے مگر مدد اور امداد کے موقعے پر اپنی جیبوں کو دبا کر پکڑے رکھتے ہیں۔ بھلا ایسی محبتِ دنیا سے کوئی دینی مقصد پا سکتا ہے۔

جب نبی کریم ﷺ پر بیماری کا سخت حملہ ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ میرے پاس لکھنے کا سامان لاؤ تا کہ میں تمہیں ایک ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم راہ سے بے راہ نہ ہو گے۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے فوت ہو جانے کا تو وہم بھی نہ تھا چنانچہ انہوں نے لوگوں کو کہا کہ ہمارے پاس کتاب اللہ موجود ہے جو ہمارے لئے کافی ہے، اس لئے حضور ﷺ کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں۔ اس پر وہاں موجود لوگوں میں اختلاف ہو گیا اور شور اتنا بڑھا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا اٹھو اور میرے پاس سے چلے جاؤ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کو کتاب اللہ کی عزت کا اس حالتِ بیقراری میں بھی اس قدر پاس تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات سننے کے بعد کاغذ قلم دوات منگوانے کا ارادہ نہیں فرمایا۔ حضور ﷺ اس واقعے کے بعد بھی چند روز زندہ رہے اور اس دن کچھ اور وصیتیں بھی کیں مگر اس خیال کا اعادہ نہیں فرمایا۔

جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ فوت نہیں ہوئے اور جو شخص یہ کہے گا کہ محمد ﷺ فوت ہو گئے تو میں اپنی تلوار سے اس کو قتل کر دوں گا۔ اللہ ضرور آپؐ کو اٹھائے گا تا بعض آدمیوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضور ﷺ کی وفات کے وقت مدینے سے دو میل کے فاصلے پر واقع مقام سنح میں تھے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تقریر کے دوران وہاں پہنچے۔ آپؓ نے آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹایا، آپؐ کو بوسہ دیا پھر باہر تشریف لائے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر تقریر فرمائی۔ خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا دیکھو جو محمد ﷺ کو پوجتا تھا وہ سن لے کہ محمد ﷺ تو یقیناً فوت ہو گئے اور جو اللہ کو پوجتا ہے وہ یاد رکھے کہ اللہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت پڑھی کہ:

وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ ۔۔۔ الخ (سورۃ آل عمران 3:145)

یعنی محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں آپؐ سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں تو پھر کیا اگر آپؐ فوت ہو جائیں یا قتل کئے جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے اور جو کوئی اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے تو وہ اللہ کو ہرگز نقصان نہ پہنچا سکے گا اور عنقریب اللہ شکر کرنے والوں کو بدلہ دے گا۔

یہ آیتِ کریمہ سن کر لوگ اتنا روئے کہ ہچکیاں بندھ گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! جوں ہی میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ آیت پڑھتے سنا میں اس قدر گھبرایا کہ دہشت کے مارے میرے پاؤں مجھے سنبھال نہ سکے اور میں زمین پر گر گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ راوی نے کہا کہ گویا لوگ بے خبر تھے کہ یہ آیت بھی خدا نے نازل کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ بخدا میں نے یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی سنی۔

فرمایا: اب سوچو کہ اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ صریح اور قطعی الدلالت استدلال کہ تمام نبی فوت ہو چکے ہیں قرآن سے نہیں تھا تو وہ صحابہؓ جو ایک لاکھ سے بھی زیادہ تھے محض ظنی اور شکی امر پر کیونکر قائل ہو گئے۔ کیوں یہ حجت پیش نہ کی کہ یا حضرت! یہ آپؓ کی دلیل ناتمام ہے۔ کیا آپ بے خبر ہیں کہ قرآن ہی آیت رَافِعُکَ اِلَیَّ (سورۃ آل عمران 3: 56) میں حضرت مسیح کا بجسمہ العنصری آسمان پر جانا بیان فرماتا ہے۔ کیا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ (سورۃ النساء 4:159)

آپ نے نہیں سنا۔ پھر آنحضرت ﷺ کا آسمان پر جانا آپ کے نزدیک کیوں مستبعد ہے۔ صحابہؓ جو مذاقِ قرآن سے واقف تھے وہ اس آیت کو سن کر اور لفظ خلت کی تشریح فقرہ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ (سورۃ آل عمران 3:145) میں پا کر فی الفور آنحضرت ﷺ کی موت کی وجہ سے سخت غمناک اور چور ہو گئے اور انہیں سمجھ آ گیا کہ گزشتہ تمام نبی بھی فوت ہو چکے ہیں۔

ایک اور موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہزارہا نیک اجر حضرت ابوبکرؓ کو بخشے کہ جلد تر انہوں نے اس فتنے کو فرو کیا اور نصِ صریح کو پیش کر کے بتلا دیا کہ گزشتہ نبی مر گئے ہیں۔ اگر اس جگہ خلت کے معنی یہ کئے جائیں کہ بعض نبی زندہ آسمان پر جا بیٹھے ہیں تب تو اس صورت میں حضرت عمرؓ حق بجانب ٹھہرتے ہیں اور یہ آیت ان کی امید ٹھہرتی ہے۔ پس خلت کے معنی دو قسم میں ہی محصور ہیں۔ حتف انف یعنی طبعی موت مرنا اور مارے جانا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے وقت انصار بنی ساعدہ کے گھر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اکٹھے ہو گئے اور کہنے لگے کہ ایک امیر تم میں سے ہو اور ایک امیر ہم سے۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے پاس گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی شاندار تقریر کی اور فرمایا کہ ہم امیر ہیں اور تم وزیر کیونکہ قریش بلحاظ نسب تمام عربوں سے اعلیٰ اور بلحاظ حسب سب سے قدیم ہیں۔ اس لئے عمرؓ یا ابوعبیدہؓ کی بیعت کر لو۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نہیں! بلکہ ہم تو

آپ یعنی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کریں گے کیونکہ آپؓ ہمارے سردار، ہم سب سے بہتر اور رسول اللہ ﷺ کو ہم سب سے زیادہ پیارے تھے۔ یہ کہہ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کر لی۔

جب خلافتِ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مرتدین نے سر اٹھایا تو اولاً حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتال کی مخالفت کی لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے کے آگے آپؓ نے سرِ تسلیم خم کیا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے دیکھ لیا کہ اللہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لڑائی کے لئے سینہ کھول دیا ہے تو میں سمجھ گیا کہ حق یہی ہے۔

جنگِ یمامہ میں جب ستر حفاظ شہید ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن ایک جگہ جمع کرنے کا مشورہ دیا۔

خطبہ کے اختتام پر حضورِ انور نے فرمایا کہ اب یہ ذکر چل رہا ہے جو ان شاء اللہ آئندہ بھی جاری رہے گا۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 18 جون 2021ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 18 جون 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج کل فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا ہے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علیحدہ علیحدہ بلوا کر ان دونوں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق استفسار فرمایا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افضل قرار دیتے ہوئے ان کی طبیعت کی سختی کا ذکر کیا۔ جس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبیعت میں سختی اس لیے ہے کہ وہ مجھ میں نرمی دیکھتے ہیں۔ جب امارت ان کے سپرد ہوگی تو وہ اپنی بہت سی باتوں کو چھوڑ دیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مثبت رائے کا اظہار کیا اور عرض کی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باطن ان کے ظاہر سے بھی بہتر ہے۔

ان ہی دنوں میں حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبیعت کی سختی کی وجہ سے اپنے تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا کہ خدا تعالیٰ آپؓ سے رعیت کے بارہ میں پوچھے گا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب میرا رب! مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پوچھے گا تو میں جواب دوں گا کہ میں نے تیرے بندوں میں سے بہترین کو تیرے بندوں پر خلیفہ بنایا ہے۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب فرمایا اور انہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں وصیت لکھوائی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر لکھ رہے تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر غشی طاری ہوئی، اس دوران حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لکھ دیا۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افاقہ ہوا تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ تم نے کیا لکھا ہے؟ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لکھا ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم نے وہی لکھا جس کا میں نے ارادہ کیا تھا۔

جب وصیت لکھی جا چکی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اسے لوگوں کو پڑھ کر سنایا جائے چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور وصیت سنائی گئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ اس پر راضی ہو جسے میں نے تم پر خلیفہ مقرر کیا ہے؟ میں نے کسی رشتے دار کو تم پر خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ اللہ کی قسم ! میں نے اس بارہ میں غور و فکر میں کمی نہیں کی پس اس کی سنو اور اطاعت کرو۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور انہیں تقویٰ اختیار کرنے اور لوگوں سے نرمی کے ساتھ معاملہ کرنے کی تلقین فرمائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپؓ کی طبیعت میں وہ تیزی نہیں رہی جو زمانہ جاہلیت میں تھی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا تیزی تو وہی ہے مگر اب کفار کے مقابلے میں دکھائی جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ غصہ تو وہی ہے البتہ پہلے بے ٹھکانے چلتا تھا مگر اب ٹھکانے سے چلتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد جو پہلا خطاب فرمایا اس بارہ میں متفرق روایات ملتی ہیں۔ آپؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں میرے ذریعے اور مجھے تمہارے ذریعے آزمایا ہے۔ تمہارا جو بھی معاملہ میرے سامنے پیش ہوگا میرے علاوہ کوئی اور اسے نہیں دیکھے گا اور جو معاملہ مجھ سے دور ہوگا اس کے لیے میں قوی

اور امین لوگوں کو مقرر کروں گا۔عربوں کی مثال نکیل میں بندھے اونٹ کی طرح ہے جو اپنے قائد کے پیچھے چلتا ہے۔پس اس کے قائد کو چاہئے کہ دیکھے کہ وہ کس طرح ہانک رہا ہے اور جہاں تک میرا تعلق ہے میں انہیں ضرور سیدھے رستے پر رکھوں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد تیسرے دن تفصیلی خطاب کیا جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام پڑھنے کے بعد فرمایا: مجھے یہ اطلاع پہنچی ہے کہ لوگ میری تیز مزاجی سے ڈر رہے ہیں۔رسول اللہ ﷺ کے عہد اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں یقیناً میں ان دونوں کے ہاتھ میں ایک کھنچی ہوئی تلوار تھا۔وہ چاہتے تو مجھے نیام میں رکھتے اور اگر چاہتے تو مجھے کھلا چھوڑ دیتے تا میں کاٹ ڈالتا۔ اے لوگو!میں تمہارے امور کا والی بن گیا ہوں۔اب وہ تیزی کمزور کردی گئی ہے اور اب وہ مسلمانوں پر ظلم و دراز دستی کرنے والوں پر ظاہر ہوگی۔وہ لوگ جو نیک خو، دین دار اور صاحبِ فضیلت ہیں میں ان کے ساتھ اس سے بھی زیادہ نرم ثابت ہوں گا جو نرمی وہ ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہیں۔اے لوگو!تمہارا مجھ پر حق ہے کہ میں غنیمتوں اور اس مال میں سے جو تم پر خرچ کرنا ہے کوئی شے تم سے چھپا کر نہ رکھوں۔تمہارے وظائف اور روزینے تمہیں دیتا رہوں، تمہیں ہلاکت میں نہ ڈالوں، جب تم لشکر میں شامل ہو کر گھر سے غائب رہو تو تمہارے بال بچوں کا باپ بنا رہوں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے لیے اس قدر قربانیوں سے کام لیا ہے کہ وہ یورپین مصنف جو رسول کریم ﷺ پر اعتراضات کرتے رہتے ہیں وہ بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر پر تسلیم کرتے ہیں کہ جس محنت اور قربانی سے ان لوگوں نے کام کیا ہے دنیا کے کسی حکمران میں اس کی مثال نظر نہیں آتی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ ثابت کرتے ہوئے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منصف مزاجی اور بصیرت افروزی حضور اکرم ﷺ کی غلامی اور خوفِ خدا کی وجہ سے تھی، فرماتے ہیں کہ ہر وقت کی صحبت میں رہنے والا ایسا شخص مرتے وقت یہ حسرت رکھتا ہے کہ رسولِ کریم ﷺ کے قدموں میں اسے جگہ مل جائے۔اگر رسولِ کریم ﷺ کے کسی فعل سے یہ بات ظاہر ہوتی کہ آپ خدا کی رضا کے لیے کام نہیں کرتے تو کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا انسان اس درجے کو پہنچ کر کبھی یہ خواہش کرتا کہ آپؐ کے قدموں میں جگہ پائے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلِ بیتِ رسول ﷺ سے عقیدت کے اظہار کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ایران فتح ہوا اور وہاں سے باریک آٹا پیسنے والی چکیاں لائی گئیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلا باریک پسا ہوا آٹا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں بھجوایا۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس آٹے سے تیار ہونے والا نرم پھلکا چکھا تو آپؓ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے۔عورتوں کے پوچھنے پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ مجھے وہ دن یاد آ گئے جب رسول کریم ﷺ اپنی آخری عمر میں سخت غذا نہیں کھا سکتے تھے مگر ان دنوں بھی ہم پتھروں سے گندم کچل کر اس کی روٹیاں پکا کر آپؐ کو دیتے تھے۔فرمایا: جس کے طفیل ہمیں یہ نعمتیں ملیں وہ تو ان سے محروم چلا گیا اور ہم یہ نعمتیں استعمال کر رہے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت عزت کرتے،ان دونوں کا بہت خیال رکھتے۔جب آپؓ نے لوگوں کے وظائف مقرر فرمائے تو رسول اللہ ﷺ کے سب سے قریبی رشتے دار سے شروع کیا۔آپؓ نے پہلے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حصہ مقرر فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد درج ذیل مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

1۔مکرمہ سہیلہ محبوب صاحبہ اہلیہ فیض احمد صاحب گجراتی درویش مرحوم ناظر بیت المال جو 90 برس کی عمر میں وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔مرحومہ نے 1964ء میں وقف کیا تھا اور آپ کو تقریباً تیس سال نصرت گرلز ہائی سکول قادیان میں بطور ہیڈ مسٹرس خدمت کی توفیق ملی۔

2۔مکرم راجہ خورشید احمد منیر صاحب مربی سلسلہ جو آج کل آسٹریلیا میں تھے وہاں ان کی وفات ہوئی۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔آپ 1948ء میں فرقان بٹالین میں بھی شامل ہوئے اور 1974ء میں ان کے گھر پر حملہ بھی ہوا۔ ایک موقع پر مرحوم کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہادر مربی کے الفاظ استعمال فرمائے تھے۔

3۔مکرم ضمیر احمد ندیم صاحب مربی سلسلہ جو 56 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔مرحوم 2005ء سے معاون ناظر وصیت شعبہ استقبالیہ تھے۔باسکٹ بال کے اچھے کھلاڑی، تہجد گذار اور خلافت سے تعلق رکھنے والے تھے۔

4۔مکرم عیسیٰ موکی تلیمہ صاحب نیشنل نائب امیر تنزانیہ جن کی گذشتہ دنوں وفات ہوئی۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ۔مرحوم نے 1992ء میں 19 سال کی عمر میں

بیعت کی تھی۔

5۔مکرم شیخ مبشر احمد صاحب سپروائزر نظامت تعمیرات قادیان جو 33 سال کی عمر میں کورونا وائرس کی وجہ سے وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ مرحوم نظامت تعمیرات قادیان میں بہت خوش اسلوبی سے خدمت بجالارہے تھے۔

6۔مکرم سیف علی صاحب سڈنی آسٹریلیا جو گذشتہ دنوں وفات پاگئے تھے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ مرحوم مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ سلسلہ جرمنی و نائب امیر کے بھائی تھے۔آپ کو بطور امیر ضلع میر پور خاص، ممبر قضا بورڈ آسٹریلیا، نائب صدر انصار اللہ آسٹریلیا خدمت کی توفیق ملی۔

7۔مکرم مسعود احمد حیات صاحب جن کی 80 برس کی عمر میں وفات ہوئی۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔مرحوم 1967ء سے یوکے میں آباد تھے۔نہایت ملنسار، نفیس طبع، مالی قربانی کرنے والے، صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ دو مرتبہ آپ کو حج کی سعادت نصیب ہوئی۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختلف ممالک کے دوروں میں ڈرائیونگ اور سیکیورٹی کی خدمت سرانجام دینے کی بھی توفیق ملی۔

حضورِانور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لیے دعا کی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جون 2021ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 25 جون 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا تھا، اس ضمن میں آج مزید بیان کروں گا۔زید بن اسلم اپنے والد اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر صرار نامی جگہ پر تھے۔وہاں انہوں نے دیکھا کہ کوئی مسافر ہیں جنہیں رات اور سردی نے روک رکھا ہے۔وہ ان کے قریب گئے تو دیکھا کہ ایک عورت کے ساتھ اس کے کچھ بچے ہیں اور ایک ہنڈیا آگ پر چڑھی ہوئی ہے۔ بچے بھوک کی وجہ سے بلک بلک کر رو رہے تھے۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت سے بچوں کے رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ بچے بھوک کی وجہ سے رو رہے ہیں۔آپؓ نے پوچھا کہ اس ہنڈیا میں کیا چیز ہے؟ اس عورت نے جواب دیا کہ اس میں صرف پانی ہے اور اس کے ذریعہ میں بچوں کو دلاسا دے رہی ہوں تاکہ وہ سو جائیں۔اللہ ہمارے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان فیصلہ کرے گا۔آپؓ نے فرمایا: خاتون! اللہ تم پر رحم کرے! عمرؓ کو تمہاری حالت کیسے معلوم ہوسکتی ہے؟ اس عورت نے کہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے امور کے نگران ہیں اور ہم سے غافل ہیں۔

اسلم کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ اور مدینہ کے درمیان کئی سرائے خانے بنوائے تھے جہاں مسافروں کی ضرورت کی ہر شے میسر تھی۔آپؓ تیزی سے چلتے ہوئے اناج کے ایک گودام پہنچے اور ایک بورا اناج اور ایک ڈبہ چکنائی کا لے کر فرمایا کہ یہ مجھے اٹھوادو۔ اسلم کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ آپؓ کی جگہ میں اٹھا لیتا ہوں۔لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو تین مرتبہ فرمایا کہ مجھے اٹھوادو۔آخر میرے زیادہ اصرار پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تیرا بھلا ہو! کیا قیامت کے دن بھی میرا ابوجھ تم اٹھاؤ گے؟ اس کے بعد آپؓ وہ بورا اٹھا کر تیزی سے اس عورت کے پاس واپس پہنچے۔کھانا تیار کرنے میں اس غریب عورت کی مدد کی اور تب تک وہیں ٹھہرے رہے جب تک بچے پیٹ بھر کر کھانا کھا کر سو نہ گئے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رعب اور دبدبے سے قیصر وکسریٰ کی حکومتیں کانپتی تھیں لیکن آپؓ ایک بدوی عورت کے بچوں کو بھوکا دیکھ کر تلملا اٹھے۔ان لوگوں کے لیے انسانی ضروریات کا مہیا کرنا جو اس کی طاقت نہیں رکھتے اسلامی حکومت کا فرض ہے۔ضرورت مندوں کو جو وظائف دیئے جاتے ہیں یہ سستی اور کاہلی پیدا کرنے کے لیے نہیں۔اسلام جہاں غریبوں کی خبرگیری کا حکم دیتا ہے وہاں سوال کرنے سے بھی لوگوں کو روکتا ہے۔ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سائل کو دیکھا کہ اس کی جھولی آٹے سے بھری ہوئی تھی اور وہ پھر بھی مانگ رہا تھا۔آپؓ نے اس سے آٹا لے کر اونٹوں کے آگے ڈال دیا اور فرمایا اب مانگ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ یہی غلام اسلم ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ تاجروں کا ایک قافلہ مدینہ آیا۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر ان کا پہرہ دینے تشریف لے گئے۔ایک نہایت چھوٹے بچے کے رونے کی آواز نے آپؓ کو بے چین کیا۔آپؓ نے اس کی ماں کو بچے کا خیال رکھنے کی طرف توجہ دلائی لیکن بچے کے بلکنے کی آواز ساری رات آتی رہی۔صبح ہوتے ہی آپؓ اس عورت کے خیمے میں گئے اور بچے کے رونے کی وجہ دریافت کی۔اس عورت نے کہا کہ میں اس کو دودھ کے سوا دوسری خوراک کی طرف مائل کرتی ہوں لیکن یہ دودھ ہی مانگتا ہے۔آپؓ نے پوچھا وہ کیوں؟ تو اس عورت نے کہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف ان بچوں کا وظیفہ

مقرر کرتے ہیں جن کا دودھ چھڑا دیا گیا ہو۔ آپؓ نے بچے کی عمر پوچھی اور فرمایا کہ دودھ چھڑانے میں اتنی جلدی نہ کرو۔ اس روز جب آپؓ نے لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی تو رونے کی وجہ سے آپؓ کی قراءت واضح نہ ہو رہی تھی۔ آپؓ نے فرمایا: عمرؓ! تیرا برا ہو تو نے کتنے ہی مسلمان بچوں کا خون کردیا۔ اس کے بعد آپؓ نے منادی کروادی اور سارے ممالک میں یہ حکم بھجوادیا کہ بچوں کا دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو۔ ہم ہر پیدا ہونے والے بچے کا وظیفہ مقرر کرتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دورہ کر رہے تھے تو آپؓ نے ایک عورت کو عشقیہ شعر پڑھتے ہوئے سنا۔ آپؓ نے تحقیق کروائی تو معلوم ہوا کہ اس کا خاوند فوج میں ہے اور مدت سے باہر گیا ہوا ہے۔ اس پر آپؓ نے حکم دیا کہ کوئی سپاہی چار ماہ سے زیادہ باہر نہ رہے۔

اسی طرح ایک رات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ کے بیرونی حصے میں تھے۔ ایک خیمے سے کسی عورت کی دردِزہ کے سبب تکلیف دہ آوازیں سنائی دیں۔ آپؓ نے اس عورت کا حال دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ میں مسافر، پردیسی ہوں اور میرے پاس کچھ نہیں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس گھر تشریف لائے، اپنی اہلیہ حضرت امِ کلثوم بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور زچگی کی ضرورت کا سامان لیا نیز آٹا اور چربی وغیرہ لے کر اس عورت کے پاس پہنچے۔ آپؓ اس کے خاوند کے ساتھ باہر بیٹھے تھے کہ حضرت امِ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آ کر بتایا کہ اے امیر المومنین! اپنے ساتھی کو لڑکے کی خوش خبری دیدیں۔ جب اس شخص نے امیر المومنینؓ کے الفاظ سنے تو اسے علم ہوا کہ آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بڑی تیزی کے ساتھ کہیں جاتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ اے امیر المومنین! آپؓ کہاں جا رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ صدقے کا ایک اونٹ بھاگ گیا ہے، اسے تلاش کرنے جا رہا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آپؓ نے اپنے بعد آنے والے خلفاء کے لیے بہت مشکل راہیں متعین کردی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ مجھے ملامت مت کرو۔ اس کی قسم! جس نے محمد ﷺ کو نبوت کے ساتھ مبعوث کیا اگر بکری کا بچہ بھی دریائے فرات کے کنارے ضائع ہوگیا تو قیامت کے دن عمرؓ کا اس پر مؤاخذہ ہوگا۔

ایک بہت بڑے عیسائی قبیلہ کا سردار جبلہ بن ایہم مسلمان ہوا اور حج کے موقعہ پر کسی غریب مسلمان کا پاؤں اس کے پاؤں پر پڑ گیا۔ جبلہ نے غصے میں آ کر اسے تھپڑ دے مارا۔ کسی شخص نے جبلہ کو بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مسلمان کا بدلہ تم سے لیں گے۔ یہ سن کر جبلہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور پوچھا کہ اگر کوئی بہت بڑا آدمی کسی چھوٹے آدمی کو تھپڑ مار دے تو آپؓ کیا کرتے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اسلام میں چھوٹے بڑے کا کوئی امتیاز نہیں۔ پھر آپؓ نے پوچھا کہ جبلہ! کہیں تم ہی تو یہ غلطی نہیں کر بیٹھے۔ اس پر جبلہ نے جھوٹ بول دیا اور کہا کہ میں تو ویسے ہی ایک بات پوچھ رہا تھا۔ یہ کہہ کر وہاں سے اٹھا اور اپنی قوم سمیت مرتد ہوگیا۔ اور اسلامی حکومت کے خلاف رومی جنگ میں شامل ہوا لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی پروا نہیں کی۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ وہ مساوات تھیں جو اسلامی حکومتوں نے قائم کیں اور آج کی اسلامی حکومتوں کے لیے بھی یہ سبق ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے چار مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا:

1۔ مکرم عبدالوحید وڑائچ صاحب صدر جماعت والڈ شوٹ (Waldshut) جرمنی، سابق صدر خدام الاحمدیہ اور سابق سیکرٹری تربیت سوئٹزرلینڈ۔ مرحوم 12 مئی 2021ء کو ماؤنٹ ایورسٹ کو کامیابی سے سر کرنے اور اس پر لوائے احمدیت لہرانے کے بعد نیچے اترتے ہوئے طبیعت خراب ہونے پر اکتالیس سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن ۔ ان کے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ تین بیٹے، دو بیٹیاں، والدین، ایک بھائی اور دو بہنیں شامل ہیں۔ مرحوم ایک مثالی احمدی تھے جن میں خدمتِ انسانی کا بے پناہ جذبہ تھا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے ملاقات کی اور سات برِاعظموں کی چوٹیوں کو سر کرکے ان پر لوائے احمدیت لہرانے کی اجازت حاصل کی۔ انہیں خوف تھا کہ میں کہیں ان کو منع نہ کردوں مگر میں نے انہیں کہا کہ اگر جاسکتے ہو تو جھنڈے گاڑھ دو۔ میرے خیال میں یقیناً نیک مقصد اور جذبے کے ساتھ انہوں نے اسلام اور احمدیت اور خدا تعالیٰ کی توحید کا پیغام پہنچانے کی کوشش کی ہے اور اس میں کامیاب بھی ہوئے اور اسی مقصد کے سفر میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگئے۔ انہوں نے یقیناً شہادت کا درجہ پایا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ انہیں شہدا میں شمار فرمائے۔

2۔ محترمہ امۃ النور نوشی صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر عبد المالک شمیم صاحب ابن مکرم مولوی عبدالباقی صاحب جو 15 جون 2021ء کو واشنگٹن امریکہ میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن ۔ مرحومہ صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ اور مکرم میاں عبدالرحیم احمد صاحب کی صاحبزادی تھیں۔ (باقی صفحہ 31)

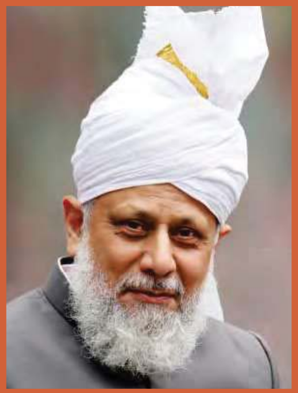

دعوۃ الیٰ اللہ کی اہمیت اور ضرورت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

ایمان افروز اختتامی خطاب سے چند اقتباس

جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر بمقام کالسروئے 7جون 2015ء کوحضور انورنے ایمان افروز اختتامی خطاب فرمایا جس کے چند اقتباس افادۂ عام کے لئے ہدیہ قارئین کئے جاتے ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ النحل اور سورۃ حٰمٓ السجدۃ کی درج ذیل آیاتِ کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ. اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ (سورۃ النحل 16:126)

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

(سورۃ حٰمٓ السجدۃ41 :34)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ تین چار سالوں میں جماعت احمدیہ کا تعارف جرمنی میں بہت زیادہ بڑھا ہے۔ ...

یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں ان میں دعوت الیٰ اللہ کی طرف خدا تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے اور پھر طریق بھی بتائے کہ کس طرح دعوت الیٰ اللہ کرنی ہے۔ اور پھر یہ بھی کہ دعوت الیٰ اللہ کرنے والوں کی اپنی حالت کیا ہونی چاہئے۔

اس پہلی آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے اور ان سے ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو۔ یقیناً تیرا رب ہی اسے جو اس کے راستے سے بھٹک چکا ہو سب سے زیادہ جانتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کا بھی سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔

اور دوسری آیت یہ ہے کہ اور بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجالائے اور کہے کہ میں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

پس پہلی آیت میں فرمایا کہ تبلیغ حکمت سے کرو۔ حکمت کیا ہے؟ ہم عام معنی عقل و دانائی کے لیتے ہیں۔ سوچ سمجھ کے بات کرو۔ اس کے اَور بھی معنی ہیں جیسے علم۔ جس میں سائنس کا علم بھی ہے، دوسرے علم بھی ہیں۔ پھر انصاف اور برابری یہ بھی حکمت ہے۔ دوسروں کی غلطیوں کو دیکھ کر برداشت، حوصلہ اور ہمدردی دکھانا۔ اپنی بات میں پختہ ہونا۔ جو بھی بات کریں اس پہ پختہ یقین ہونا چاہئے۔ موقع اور محل کے لحاظ سے سچائی کا اظہار کرنا۔

پس اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والوں کو مختلف لوگوں کے طبائع کے لحاظ سے مختلف طریقوں سے تبلیغ کرنی ہوگی۔ ہر ایک کو ایک ہی طریقے سے پیغام نہیں پہنچایا جاسکتا۔ کوئی پڑھا لکھا ہے۔ کوئی اپنے مذہب کے معاملے میں سخت ہے۔ کوئی سائنس کی دلیل چاہتا ہے۔ کوئی جذباتی طریق سے متاثر ہوتا ہے۔ کوئی اخلاق دیکھ کر متاثر ہوتا ہے۔ غرض کہ مختلف طریقے ہیں۔ پس جو علم اور سائنس سے متاثر ہونے والا ہے اسے، ہمیں دلائل اور علم کی رو سے قائل کرنے کی کوشش کرنی ہوگی۔ جذبات وہاں کام نہیں آئیں گے۔ پس اس کے لئے اپنے علم میں بھی اضافہ کرنا چاہئے۔

جب انصاف اور برابری کو سامنے رکھتے ہوئے تبلیغ کرنی ہے تو پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ ایسی باتیں نہ ہوں جن میں عدل نہ ہو اور ایسے اعتراض نہ ہوں جو مخالف موقع پا کر ہمیں لوٹائے۔ غیر مذہب والے ایسے ہی اعتراض اسلام پر کرتے رہے اور کرتے ہیں جو اُن پر بھی الٹ جاتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ مسلمان آج جماعت احمدیہ پر ایسے ہی اعتراض کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایسے اعتراض کرتے ہیں جو اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو دوسرے انبیاءؑ پر بھی پڑتے ہیں۔ تو بہرحال تبلیغ میں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ایسی بات نہ ہو جو انصاف سے عاری ہو۔

پھر تبلیغ کے لئے یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مذہب کی خوبصورتی، تحمل اور برداشت سے پیش کی جائے۔ ہم نے مسلمانوں کو بھی تبلیغ کرنی ہے اور غیر مسلموں کو بھی۔ اب یورپ کے ملکوں میں لاکھوں کی تعداد میں مسلمان مختلف ملکوں سے آ کر آباد ہوئے ہوئے ہیں۔ مختلف فرقوں کے یہ لوگ ہیں۔ ایسے بھی ہیں جو ایک دوسرے کے خلاف شدت پسند جذبات رکھتے ہیں بلکہ انہیں کافر تک کہتے ہیں۔ کفر کے فتوے ایک دوسرے کے خلاف دیئے جاتے ہیں۔ ...

تبلیغ کے لئے یہ ضروری ہے کہ حکمت سے جواب ہو اور برداشت اور ہمدردی کا مظاہرہ ہو۔ برداشت بھی تب ہی پیدا ہوتی ہے جب ہمدردی ہو۔ اور حقیقی برداشت یہی ہے کہ میں نے کسی بڑی بات کے حصول کے لئے چھوٹی چھوٹی باتوں کو برداشت کرنا ہے۔ اور سب سے بڑی بات اس وقت خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچانا ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی بات بھی ایسی نہیں جو رکھی جا سکے۔ اس کے مقابلے میں ہر بات چھوٹی ہے اور صبر کا مظاہرہ کرنا ہے۔ ہمیں تو ان لوگوں سے بھی ہمدردی ہے جو نام نہاد علماء کے غلط نظریات کی وجہ سے، ان کے بہکاوے میں آ کر کبار صحابہؓ پر الزام لگاتے ہیں یا ان کے بارے میں غلط باتیں کرتے ہیں اور اس ہمدردی کی وجہ سے ہم نے انہیں صحیح راستہ دکھانا ہے۔ انہیں ان ناجائز باتوں سے عقل اور پیار اور محبت سے روکنا ہے۔ اور یہ کام صبر اور برداشت والا ہے۔ ...

ہم نے تو کافروں اور غیر مذاہب والوں کو بھی تبلیغ کرنی ہے اور انہیں اسلام کی خوبیوں سے آشنا کروانا ہے۔ پس ہمیں نہ اپنے طور پر کسی پر کفر کے فتوے لگانے کی ضرورت ہے اور نہ ہم اس بات میں خوش ہیں کہ فلاں فرقے نے فلاں فرقے کو کافر کہا ہے۔ ایسے سوال کرنے والوں یا خیالات رکھنے والوں کو بھی سوچنا چاہئے کہ اگر کسی پر کفر کا فتویٰ لگا دیا تو اس سے اسلام کی کیا خدمت ہوگی۔ اسلام کی خدمت تو یہ ہے کہ چاہے رافضی ہوں یا کوئی اور ہو، انہیں ان کے غلط نظریات سے دلائل سے قائل کر کے حقیقی مسلمان بنایا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مسلمان وہ ہے جس کی زبان سے اور ہاتھ سے مسلمان بلکہ ہر انسان محفوظ رہے۔

(سنن الترمذی۔ کتاب الایمان، باب ما جاء فی ان المسلم ... حدیث نمبر 2627)

پس ہمارا کام ہے کہ اپنی زبان سے بھی اور اپنے ہاتھ سے بھی دوسروں کو نقصان پہنچانے سے ہمیشہ بچتے رہیں۔

پھر حکمت میں یہ بات بھی ہے کہ ہر بات موقع اور محل کے حساب سے کی جائے اور ایسی باتیں نہ کی جائیں جو دشمن کو برانگیختہ کر دیں، اسے غصہ دلا دیں اور بجائے اس کے کہ تبلیغ امن قائم کرنے کا ذریعہ ہو اس سے فساد پھیلے اور یوں مذہب پر اعتراض کرنے والوں کو خود ہم اس اعتراض کا موقع مہیا کر دیں کہ مذہب تو ہے ہی فتنہ و فساد پھیلانے والا۔

پھر یہ بھی ضروری ہے کہ تبلیغ حقائق اور سچائی پر مبنی ہو۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم سچے دین کی طرف بلا رہے ہیں تو بے شک حقائق سے ہٹ کر بات کر دیں۔ یہ غلط چیز ہے۔ جب ہدایت دینا خدا تعالیٰ کا کام ہے جیسا کہ اس نے فرمایا تو پھر اس سچائی کو بیان کریں جس کو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یہ نہ ہو کہ دوسروں کو ہدایت دیتے دیتے خود جھوٹ کی برائی میں مبتلا ہو جائیں۔ ...

پھر حکمت کا مطلب نبوت کا بھی ہے۔ یعنی تبلیغ اس ذریعہ سے کرو جو نبوت کا ذریعہ ہے اور مسلمانوں کے لئے، ایک مسلمان کے لئے، ہمارے لئے یہ ذریعہ قرآن کریم ہے۔ پس قرآنی دلائل سے دنیا کے دلوں کو فتح کرنے کی کوشش ہونی چاہئے نہ کہ اپنی پسند کے دلائل سے قائل کرنے کی کوشش کی جائے۔ قرآنی دلائل سے کوشش کریں گے تو پھر ان میں وزن بھی ہو گا۔ اگر اپنی بات کو مضبوط کرنے کی نیت سے غیر ضروری ڈھکونسلوں سے اور اپنے دلائل سے کام لیا جائے تو اس کا الٹا اثر ہوتا ہے۔

پس یہی ایک ہتھیار ہے جس کے استعمال سے ہماری فتح ہے کہ ہم قرآن کریم کو ہمیشہ ہاتھ میں رکھیں اور جس کے استعمال سے ہم ہر ایک کا منہ بند کر سکتے ہیں۔ ...

تبلیغ کے لئے حکمت کے لفظ میں یہ بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا کہ ایسے طریق سے بات کی جائے جو دوسرا سمجھ سکے۔ ایک کم پڑھے لکھے انسان کے سامنے اگر اپنی علمیت بگھاری جائے تو اسے کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ ایسی بات ہو جو دوسرے کی غلط فہمی کو دور کرے اور جہالت کو ختم کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا ہے کہ لوگوں سے ان کے فہم اور ادراک کے مطابق بات کیا کرو۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری از امام بدرالدین عینیؒ جزو 3، صفحہ 407 کتاب الحیض، باب ترک الحیض الصوم شرح حدیث نمبر 304 مطبوعہ بیروت 2003ء)

پس یہ بہت اہم بات ہے۔

پھر فرمایا کہ تبلیغ کے لئے **موعظۃ الحسنۃ** کو بھی سامنے رکھو۔ یعنی ایسی بات جو دلوں کو نرم کرنے والی ہو اور سننے والے کے دل پر گہرا اثر ڈالنے والی بات ہو۔ قرآن کریم ہمیں صرف خشک باتیں پیش کرنے کے لئے نہیں کہتا بلکہ ایسا طریق ہو جو منطقی ہونے کے ساتھ ساتھ جذبات کو ابھارنے والا بھی ہو اور واقعاتی بھی ہو۔ لیکن پھر وہی بات کہ جذبات ابھارنے کے لئے مبالغہ نہ ہو بلکہ سچائی سے کام لیا جائے۔ اسلام تو ہے ہی سچائی کا نام۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ ہم سچائی سے ہٹ کر کوئی اور بات کریں۔ اور ایسی دلیل ہو جو بنیادی ہو اور اس کے گرد ہی تمام دلائل گھومتے رہیں، یہ بھی بڑا ضروری ہے۔ مسلمانوں کو مسیح موعود کی آمد کی بات بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی صداقت کے نشان کے طور پر پیش کی جائے۔ کسی کو زبردستی اپنے اندر لایا نہیں جا سکتا۔ ہمارا کام تبلیغ کرنا ہے اور ہدایت دینا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ وہ بہتر جانتا ہے کون ہدایت پائے گا۔ اس لئے ہمارے ذمہ جو کام لگایا گیا ہے ہم نے وہ کرنا ہے اور اس بات کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ حٰمٓ السجدۃ میں بیان فرمایا ہے جو میں نے ترجمہ پہلے پڑھ بھی دیا ہے کہ اور بات کہنے میں اس سے بہتر اور کون ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجا لائے اور کہے کہ میں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے

ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہارے کاموں میں سے بہترین کام اور تمہاری باتوں میں سے بہترین بات یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے پیغام کو سچائی، حکمت اور موعظۃ حسنۃ کے ذریعہ سے دنیا تک پہنچاؤ کیونکہ خدا تعالیٰ کو یہی بات سب سے زیادہ پسند ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنے کی وجہ سے تم بھی خدا تعالیٰ کے پسندیدہ بن جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کو جو چیز سب سے زیادہ پسند ہے وہ یہی ہے کہ انسان شیطان کے پنجے سے نکل کر صحیح عابد اور خدا پرست بن جائے اور اس کا فائدہ خدا تعالیٰ کو نہیں بلکہ انسان کو ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے مجھے کیا فرق پڑتا ہے اگر تم میری عبادت کرتے ہو یا نہیں کرتے۔ گو شیطان کو بھی خدا تعالیٰ نے کھلی چھوٹ دی ہوئی ہے کہ بندوں کو ورغلانے اور خدا تعالیٰ سے دور کرنے میں بے شک جو کوشش کرنی ہے کرتے رہو۔ لیکن انبیاء کے ذریعے سے ہماری رہنمائی کے بھی سامان فرما دیئے۔ اور پھر انبیاءؑ کے ماننے والوں کو بھی حکم دیا کہ انبیاء کے کام کو تم آگے بڑھاؤ اور دعوت الی اللہ کے کام کو کبھی ختم نہ ہونے دو۔ پس اس زمانے میں جہاں شیطان یا شیطانی طاقتیں اپنی تمام تر قوتوں کے ساتھ دنیا کو شیطان کی جھولی میں گرانا چاہتی ہیں وہاں دوسری طرف خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی یہ ذمہ داری ڈالی ہے کہ دنیا کی ہدایت کی طرف راہنمائی کرو۔ ...

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نئی زمین اور نیا آسمان بنانے کے لئے بھیجا تھا۔

(تذکرہ ماخوذ از چشمۂ مسیحی۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 375 حاشیہ)

اور اب ہم میں سے ہر ایک نے اس نئی زمین اور نئے آسمان کو بنانے میں اپنا کردار ادا کرنا ہے۔ اور جہاں اپنے دلوں کی زمین ہموار کر کے اللہ تعالیٰ کی یاد کو آباد کرنا ہے وہاں دنیا کو نئی زمین اور نئے آسمان بنانے کے طریقے بھی سکھانے ہیں۔ بہر حال دنیا میں یہ دو گروہ ہیں۔ ایک شیطان کے بہکاوے میں آنے والا اور دوسرے خدا تعالیٰ کی طرف بلانے والے۔ اور آج رُوئے زمین پر جماعت احمدیہ ہی وہ حقیقی جماعت ہے جو دنیا کو خدا تعالیٰ کی طرف بلانے کا حقیقی کردار ادا کر رہی ہے یا کر سکتی ہے اور ہمیں اس جماعت میں شامل کر کے اللہ تعالیٰ نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے۔ اور اس احسان کا شکر ادا کرنے کے لئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی طرف توجہ دینی چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے۔ اور یہ کوشش کرتے ہوئے دعوت الی اللہ کے فریضے کو ادا کرنے کی طرف پہلے سے بڑھ کر آگے آنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کے باریک در باریک نکات کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام تر دلائل کے ساتھ کھول کر بیان فرمایا اور ایک ایسا خزانہ ہمیں عطا فرمایا ہے جو نہ ختم ہونے والا ہے۔ ...

ہمارا فرض ہے کہ یہ خزانہ جو قرآن کریم کی تعلیم کے علم و معرفت سے بھرا ہوا ہے مسلمانوں تک بھی پہنچائیں اور غیر مسلموں تک بھی پہنچائیں اور شیطان کے چنگل سے نکال کر انہیں خدا تعالیٰ کا حقیقی عبد بنائیں۔ انہیں نام نہاد علماء کے پنجے سے چھڑائیں جو انہیں اب اس زمانے کے امام سے دور کر رہے ہیں اور اس کے لئے یہ لوگ اپنی تمام تر طاقتوں کو استعمال کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ سالوں کی نسبت یہاں بھی اور دنیا کے ہر ملک میں بھی یہ رَو چلی ہے کہ تعارف بڑھے ہیں اور لوگ احمدیت کے قریب ہو رہے ہیں۔ وسیع پیمانے پر احمدیت کو جانا جاتا ہے اور ملکوں کے بڑے بڑے شہروں میں احمدیت کو اب لوگ جاننے لگ گئے ہیں۔ اور اس میں مسلمان اور غیر مسلم سب شامل ہیں۔ لیکن اس کے لئے ہمیں بھی اپنی حالتوں کو عملی نمونہ بنانے کے ساتھ ان کے دلوں کو پھیرنے کے لئے دعا کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہماری حالتوں کی بہتری بھی ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر ہم حق نہیں ادا کر سکتے۔ پس اس طرف بھی توجہ کی بہت ضرورت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اُمّت کے افراد کے ذریعہ کسی کی ہدایت پانے پر کس قدر خوشی ہوتی تھی، آپؐ کے کیا جذبات اور احساسات ہوتے تھے، اس بات کا اندازہ آپ اس سے لگائیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ خدا کی قسم! تیرے ذریعہ سے ایک آدمی کا ہدایت پا جانا تیرے لئے اعلیٰ درجے کے سرخ اونٹوں کے ملنے سے مل جانے سے زیادہ بہتر ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الجہاد والسیر باب دعاء النبی ﷺ الی الاسلام ... حدیث نمبر 2942)

پس یہ سرخ اونٹ دنیا کی بہترین چیز کی مثال کے طور پر ہیں۔ اس زمانے میں سرخ اونٹ بہت بڑی قیمتی چیز سمجھی جاتی تھی اور اسی لئے اس مثال کو سامنے رکھا گیا۔ پس فرمایا کہ تمہارے ذریعہ سے کسی کا ہدایت پا جانا تمہیں اتنا زیادہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنا دیتا ہے کہ دنیاوی انعاموں میں سے بہترین انعام کی بھی اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رہتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دلی جذبات کا نقشہ کس طرح کھینچا ہے، لوگوں کی ہدایت کے لئے اپنے درد کا اظہار کس طرح فرمایا ہے، فرماتے ہیں کہ:

''ہمارے اختیار میں ہو تو ہم گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچا لیں۔ اگر خدا تعالیٰ ہمیں انگریزی زبان سکھا دے تو ہم خود پھر کر اور دورہ کر کے تبلیغ کریں اور اس تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جائیں۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 291تا292۔ایڈیشن 1985ءمطبوعہ انگلستان)

پس اس درد کو سمجھنے کی ہمیں ضرورت ہے۔ ...

تبلیغ کے لئے لٹریچر بھی میسر ہے۔ پھر کیسٹس بھی مہیا ہیں۔ پھر مختلف زبانوں کے ہمارے پاس علماء بھی ہیں ان سے بھی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ ایم ٹی اے کا ذریعہ ہے اس سے بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ یہ بھی تبلیغ میں بہت بڑا کردارادا کررہا ہے۔ ...

افراد جماعت کو زیادہ سے زیادہ اس کام میں شامل ہونے کی ضرورت ہے اور شامل کرنے کی ضرورت ہے۔

...

آج اسلام سے دور لے جانے اور اسلام میں بگاڑ پیدا کرنے کے لئے دوسرے مختلف حیلے استعمال کئے گئے ہیں اور کئے جا رہے ہیں۔ اس لئے ہمیں بھی حکمت اور موعظة حسنة کے ذریعہ سے اپنے مخالفین کے منہ بند کرنے ہوں گے اور اس کے لئے جتنے کارگر ہتھیار ہمارے پاس ہیں کسی دوسرے مذہب کے ماننے والے کے پاس نہیں ہیں جن سے دنیا داروں کے اور نام نہاد مذہبی لوگوں کے منہ بھی بند کئے جاسکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دلائل اور براہین میں ایک خاص مقام دیا گیا ہے اور جب دلائل ہوں تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ غصّے میں وہ لوگ آتے ہیں یا پریشان ہوتے ہیں جو دلیل کا سامنا نہ کرسکیں۔ ہماری پاکستان میں کیوں مخالفت ہورہی ہے؟ کیوں مولوی عوام الناس کو ہمارے خلاف بھڑکاتا ہے؟ کیوں غیراز جماعت علماء ہمارے علماء سے پبلک کے سامنے بات کرنے سے گھبراتے ہیں؟ کیوں ہمیں گالیاں نکالتے ہیں جب کہ قرآن کریم تو کہتا ہے کہ حکمت اور موعظة حسنة سے بات کرو۔ اسی لئے کہ ان کے پاس قرآنی تعلیم کے مطابق دلیل نہیں ہے۔ لیکن بہت سے لوگ ہیں جو دلیل سے قائل ہوتے ہیں وہ مولویوں کی ان سختیوں سے تنگ آئے ہوئے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ہمیں تبلیغ کے مختلف طریقے بتائے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ کم فہم لوگ دین کا علم بھی نہیں رکھتے، اس لئے انہیں سمجھانا ذرا مشکل ہوتا ہے۔ ان کو سمجھانے کے لئے بات بہت صاف اور عام فہم کرنی چاہئے۔ امراء تو تکبر کی وجہ سے دین کی باتوں کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے اور کبھی ان سے بات کا موقع ملے تو مختصر اور پورا مطلب ادا کرنے والی بات ہو۔ ہاں زیادہ تر اوسط درجے کے لوگ ہیں جو بات کو سمجھ سکتے ہیں اور ان کی طبیعت میں تعلّی اور تکبر اور نزاکت بھی نہیں ہوتی جو امراء کے مزاج میں ہوتی ہے۔ اس لئے ان کو سمجھانا مشکل نہیں ہوتا۔ ایسے لوگوں کو زیادہ تبلیغ کرنی چاہئے اور اکثریت ایسے لوگوں کی ہوتی ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات۔ جلد 3صفحہ 218-219۔ایڈیشن 1985ءمطبوعہ انگلستان)

پھر تبلیغ کے لئے ایک نسخہ یہ ہے جو آپؑ نے فرمایا کہ:

''اس کام کے واسطے وہ آدمی موزوں ہوں گے جو کہ مَنْ يَّتَّقِ وَ يَصْبِرْ (سورة یوسف 91:12) کے مصداق ہوں۔ ان میں تقویٰ کی خوبی بھی ہو اور صبر بھی ہو۔ پاکدامن ہوں۔ فسق و فجور سے بچنے والے ہوں۔ معاصی سے دُور رہنے والے ہوں۔ لیکن ساتھ ہی مشکلات پر صبر کرنے والے ہوں۔ لوگوں کی دشنام دہی پر جوش میں نہ آئیں۔''

فرمایا: ''دشمن جب گفتگو میں مقابلہ کرتا ہے تو چاہتا ہے کہ ایسے جوش دلانے والے کلمات بولے جس سے فریق مخالف صبر سے باہر ہوکر اس کے ساتھ آمادہ جنگ ہو جائے۔''

(ملفوظات۔ جلد 9صفحہ 427۔ایڈیشن 1985ءمطبوعہ انگلستان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہی فرمایا کہ تمہاری نیکی کی یہ خصوصیات ہونی چاہئیں۔

پھر یہ ہے کہ تھکنا نہیں۔ دعوت الیٰ اللہ کا کام ایک مستقل کام ہے۔ سال کا ایک رابطہ کافی نہیں ہے بلکہ سارا سال توجہ کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے اگر ذاتی تعلقات وسیع کئے جائیں تو پھر ہی سارا سال توجہ رہ سکتی ہے۔ اور یہ تعلق ہی پھر نتیجہ خیز بھی ثابت ہوتا ہے۔ جتنی بھی بیعتیں یہاں بھی ہورہی ہیں اکثریت ان کی ہے جن کے ساتھ ذاتی رابطے اور ذاتی تعلقات قائم ہوئے ہوئے ہیں اور ایک عرصے تک قائم رہے اور اس کے نتیجے میں بیعتیں ہوئیں۔ پس جب درد ہو تو پھر اس طرح بھرپور کوشش ہوتی ہے۔ یہ ذاتی تعلقات قائم کئے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے احمدی ہیں جو خود بیعت کر کے احمدی ہوئے اور جب احمدیت قبول کی تو پھر اپنے قریبیوں اور دوستوں کو بھی حق کی طرف بلانے کے لئے ان میں ایک درد پیدا ہوا اور پھر انہوں نے ان کے لئے دعائیں بھی کیں اور کوششیں بھی کیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی کوششوں کو پھل بھی لگا دیئے۔ ...

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ دعوت الیٰ اللہ کی طرف بلانے والوں کو جو مختلف طریقے اللہ تعالیٰ نے بتائے ہیں اس میں دعوت الیٰ اللہ کرنے والے کو اپنی حالت کے سدھارنے کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ اس کو اپنی ذاتی حالت کو بدلنا ہے۔ اعمال صالحہ بجالانے کی طرف توجہ دلائی ہے اور کامل فرمانبرداری کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پس اس لحاظ سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ:

''اسلام کی حفاظت اور سچائی کو ظاہر کرنے کے لئے سب سے اوّل تو وہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بن کر دکھاؤ اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلاؤ۔''

(ملفوظات ۔ جلد8، صفحہ 323 ۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینے کی کیا حالت ہوگئی۔ ہر ایک حالت میں تبدیلی ہے۔ یعنی وہیں جو صحابہؓ تھے ان میں ایک عجیب افراتفری پیدا ہوگئی تھی اور اس کے کچھ عرصے کے بعد پھر منافقوں نے بھی زور لگانا شروع کر دیا۔ پس اس تبدیلی کو مدّنظر رکھو۔ یہ مدینہ ہی تھا جہاں ایک زمانے میں صحابہؓ پھرتے تھے اور جب حضرت عثمانؓ کی شہادت کا واقعہ ہوا تو وہاں منافقین کا زور ہوگیا اور صحابہؓ گھروں میں بند ہو گئے۔ آپؑ نے فرمایا کہ پس اس تبدیلی کو مدّنظر رکھو کہ یہ واقعہ وہاں بھی ہوگیا تھا اور آخری وقت کو ہمیشہ یاد رکھو۔ اصل چیز انجام ہے۔ آنے والی نسلیں آپ لوگوں کا منہ دیکھیں گی اور اس نمونے کو دیکھیں گی۔ اگر تم پورے طور پر اپنے آپ کو تعلیم کا حامل نہ بناؤ گے تو گویا آنے والی نسلوں کو تباہ کرو گے۔ انسان کی فطرت میں نمونہ پرستی ہے۔ وہ نمونے سے بہت جلد سبق لیتا ہے۔ ایک شرابی کہے کہ شراب نہ پیو۔ ایک زانی اگر کہے کہ زنا نہ کرو۔ ایک چور دوسرے کو کہے کہ چوری نہ کرو، تو ان نصیحتوں سے دوسرے کیا فائدہ اٹھائیں گے۔ فرمایا جو لوگ خود ایک بدی میں مبتلا ہو کر اس کا وعظ کرتے ہیں وہ دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ دوسروں کو نصیحت کرنے والے اور خود عمل نہ کرنے والے بے ایمان ہوتے ہیں اور اپنے واقعات کو چھوڑ جاتے ہیں۔ ایسے واعظوں سے دنیا کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات ۔ جلد 6، صفحہ 264 ۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس دنیا کی اصلاح کا اگر بیڑا ہم نے اٹھایا ہے، اگر دنیا کو اسلام کی حقیقی تعلیم سے ہم نے آگاہ کرنا ہے تو پھر ہمیں اپنی حالتوں کے جائزے لیتے رہنے کی ضرورت ہے۔ دعوت الی اللہ کے لئے چند لوگوں کے اپنے آپ کو پیش کرنے سے ہم دنیا میں اسلام کا پیغام نہیں پہنچا سکتے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ جماعت کو فرمایا تھا کہ ہر احمدی کو اس کام کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا چاہئے اور دعوت الی اللہ میں اپنا نام لکھوانا چاہئے۔

(ماخوذ از خطباتِ محمودؓ ۔ جلد 12، صفحہ 324-325)

اور جب ایسی حالت ہوگی تبھی ہر احمدی کو اپنی حالتوں کے سدھارنے کی طرف بھی توجہ ہوگی، تبھی دنیا میں اسلام کا حقیقی پیغام بھی پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ تو اپنی فعلی شہادت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید و نصرت فرما رہا ہے اور بہت سے لوگوں کے سینے کھل رہے ہیں لیکن ہمیں اپنے فرائض کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آج کل ہمیں تبلیغ کی بہت سی سہولتیں مہیا فرما دی ہیں جن کا پہلے بھی مَیں ذکر کر چکا ہوں۔ ان سے ہر احمدی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ صرف اپنی ترجیحات بدلنے کی ضرورت ہے تا کہ دنیا کو صحیح راستے کی طرف رہنمائی کر کے ہم میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والا بن سکے۔ دنیا کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچانے والا بن سکے۔

پس آج دنیا کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچانے کی ذمہ داری مسیح محمدی کے غلاموں کی ہے۔ دنیا کی بقا آج ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آج ہمیں دنیا کی روحانی پیاس بجھانے کے لئے مقرر کیا ہے۔ پس اس ذمہ داری کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اس کام کے لئے صرف تھوڑے سے لٹریچر یا چند سیمینار یا چند میٹنگز کام نہیں کریں گی بلکہ ہمارے ہر طبقے کو اپنے اپنے حلقے میں اس کام کو سرانجام دینے کے لئے آگے آنا ہوگا۔ مستقل مزاجی سے اس کام میں جُت جانا ہوگا۔ اپنے عملوں کو اسلام کی حقیقی تعلیم کے مطابق ڈھالنا ہوگا اور خدا تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے عبادت کے حق ادا کرنے ہوں گے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ عہد کر کے یہاں سے جانا چاہئے کہ ہم دنیا کی روحانی پیاس بجھانے کے سامان کریں گے ان شاء اللہ۔ دنیا کو تباہی کے گڑھے سے نکالنے کی کوشش کریں گے۔ اپنے عملوں کو اس تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے رہیں گے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے۔ ان شاء اللہ۔ ان شاء اللہ۔ (باقی پر تو آپ ان شاء اللہ کہتے رہے ہیں اور عملوں پر آپ خاموش ہو گئے ہیں) اور کسی کو اپنے پر اس بات پر انگلی نہیں اٹھانے دیں گے کہ تمہارے قول و فعل میں تضاد ہے۔ حقوق اللہ کی ادائیگی کی بھی مثالیں قائم کریں گے اور حقوق العباد کی ادائیگی کی بھی مثالیں قائم کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(دعوۃ الی اللہ کی اہمیت اور ضرورت ۔ نورالاسلام قادیان، 24 صفحات)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''بہت سے مولوی اور علماء کہلا کر ممبروں پر چڑھ کر اپنے تئیں نائب الرسول اور وارث الانبیاء قرار دے کر وعظ کرتے پھرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تکبر، غرور، بدکاریوں سے بچو۔ مگر جو ان کے اپنے اعمال ہیں اور جو کرتوتیں وہ خود کرتے ہیں ان کا اندازہ اس سے کر لو کہ ان باتوں کا اثر تمہارے دلوں پر کہاں تک ہوتا ہے۔... تم میری بات سن رکھو اور خوب یاد کر لو کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی۔ ...جو کامیابی اور تاثیر فی القلوب آپؐ کے حصہ میں آئی اس کی کوئی نظیر بنی آدم کی تاریخ میں نہیں ملتی اور یہ سب اس لئے ہوا کہ آپؐ کے قول اور فعل میں پوری مطابقت تھی۔''

(ملفوظات ۔ جلد اول، صفحہ 67-68، 1985ء)

اگست

قسط 19

دعوت الی اللہ میں حکمت کے تقاضے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:

’’دوسرے صبر کے مضمون میں دُکھ کا پہلو بیان ہوتا ہے۔ جب یہ فرمایا کہ تم نے حق کے ساتھ بات کرنی ہے اور تمہیں یہ حق نہیں دیا گیا کہ تم نصیحت میں زبردستی اور جبر کو داخل کر دو تو اس کے بعد کیا ہوگا پھر وہی خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ والا مضمون شروع ہوتا ہے۔ فرمایا پھر مقابل پر جہالت ہوگی، مقابل پر ظلم ہوں گے، مقابل پر سختیاں ہوں گی۔ اس کے جواب میں تمہارے عمل میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوگی۔ تم اسی طرح صالح عمل کرتے چلے جاؤ گے اور صبر کے ساتھ صالح عمل کرتے چلے جاؤ گے جس طرح پہلے کرتے چلے آرہے تھے۔

یہاں اعمالِ صالحہ کے صبر سے مراد یہ ہے کہ انسان ان اعمال صالحہ میں کوئی تبدیلی نہ ہونے دے، اپنے اخلاق میں کوئی تبدیلی نہ ہونے دے خواہ کتنی بڑی آزمائش ہو، اس کے اخلاق اپنی جگہ قائم رہیں اور ان میں سرِ مو بھی فرق نہ پڑے۔ یہ اعمالِ صالحہ کا صبر ہے۔ مختلف طریق پر یہ صبر آزمایا جاتا ہے۔ مثلاً ایک چھوٹی جماعت ایک غالب ماحول میں وقت گزار رہی ہے جہاں کا معاشرہ انتہائی گندہ اور زہریلا اور مذہب سے اتنا دُور ہے کہ اس فضا میں جا کر رفتہ رفتہ مذہب کی حقیقت پر ہی اعتبار اٹھنا شروع ہو جاتا ہے۔ چاروں طرف سے وہ معاشرہ گھیر لیتا ہے اور جس طرح لوہے کو زنگ کھا جاتا ہے اسی طرح وہ معاشرہ چاروں طرف سے اعمالِ صالحہ کو کھانا شروع کر دیتا ہے۔ اس وقت وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ کا معنی یہ ہوگا کہ وہ لوگ نہ صرف یہ کہ صبر کے ساتھ نصیحت کرتے چلے جاتے ہیں بلکہ ان کے اعمالِ صالحہ میں بھی صبر کے پہلو نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ ایک لمحہ کے لئے بھی ان کے اندرونے میں، ان کے اخلاق میں، ان کے کردار میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔‘‘

(خطباتِ طاہرؒ۔ جلد دوم، صفحہ 207-208)

شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ کینیڈا

دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کا ابتدائی باب

انگریز حکومت کی جانب سے مدرسہ کے لئے زمین کا عطیہ اور مالی اعانت

مکرم مولانا غلام مصباح بلوچ صاحب، پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا

دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ دنیا میں قائم بڑی اسلامی یونیورسٹیوں میں سے ایک ہے۔ علامہ حکیم سید عبدالحی حسنی، مولانا محمد علی مونگیری، علامہ شبلی نعمانی، مولانا سید سلیمان ندوی سمیت اور کئی نام اس کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ندوۃ العلماء کی فکری تحریک کا آغاز تو 1894ء میں ہوگیا تھا بعد ازاں اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے دارالعلوم ندوۃ العلماء کی بنیاد رکھی گئی، آغاز میں اس کے پاس کوئی مناسب عمارت نہیں تھی یہاں تک کہ 1908ء میں انگریز حکومت نے موجودہ یونیورسٹی آف لکھنؤ (جو اُس زمانے میں Canning College کہلاتا تھا) کے قریب ایک قطعہ زمین عنایت فرمایا۔ اس عمارت کا سنگ بنیاد اس وقت کے لیفٹننٹ گورنر ممالک متحدہ آگرہ و اودھ (موجودہ صوبہ اترپردیش اور اتراکھنڈ) جناب سر جان پریسکاٹ ہیوٹ (Sir John Prescott Hewett) نے 28 نومبر 1908ء کو رکھا، اس تقریب سنگِ بنیاد میں سر جان ہیوٹ کی اہلیہ سمیت دیگر معززین نے بھی شرکت کی چنانچہ لکھا ہے:

”جب ہز آنر اپنی تقریر ختم کر چکے تو دارالعلوم کا سنگِ بنیاد رکھنے کے لئے پنڈال سے باہر تشریف لے گئے، ہز آنر کے ساتھ اُس وقت ندوہ کی طرف سے پانچ معزز ارکان اس رسم میں شریک ہوئے۔ یورپین صاحبوں اور یورپین لیڈیوں نے بھی اس رسم میں شرکت کی۔ باقی تمام حاضرین پنڈال میں رہے اور یہ امر پہلے سے قرار دیا گیا تھا۔“

اس موقع پر لیفٹنٹ گورنر صاحب کی خدمت میں ایڈریس بھی پیش کیا گیا جس کا جواب انہوں نے اپنی تقریر میں دیا۔ پیش کئے گئے سپاس نامہ کا کچھ نمونہ ذیل میں درج ہے:

”حضور عالی! ہم ارکان ندوۃ العلماء نہایت ادب کے ساتھ حضور کا خیر مقدم عرض کرتے ہیں۔ حضور نے دار العلوم ندوہ کا سنگِ بنیاد اپنے ہاتھ سے رکھنا منظور فرما کر مسلمانوں کو عموماً اور ارکانِ ندوہ کو خصوصاً جو عزت دی ہے اُس کا شکریہ ہم لوگ تہہ دل سے ادا کرتے ہیں۔ حضور نے اس موقع پر جو عزت افزائی ہماری کی ہے، ہم یقین کرتے ہیں کہ ہندوستان کے تمام مسلمان دل سے اس کے شکر گزار ہوں گے۔ ... حضور نے ایک مذہبی درس گاہ کا سنگِ بنیاد نصب کرنے سے اس مسامحت اور بے تعصبی کی ایک اور مثال قائم کی ہے جو انگریزی قوم کا خاصہ اور انگریزی گورنمنٹ کا عمود حکومت ہے۔ ...

ہم حضور کی خدمت میں اس بات کے عرض کرنے کی جرأت کرتے ہیں۔ .... کہ ہمارا طریقۂ تعلیم ایسا گروہ پیدا کر سکے گا جو ... گورنمنٹ کا وفادار ہوگا۔.... حضور والا نے دارالعلوم کو جو زمین عطا فرمائی ہے ہم اُس کے تہ دل سے شکر گزار ہیں۔ حال ہی میں حضور والا نے پانسو روپیہ ماہوار کا جو عطیہ عنایت فرمایا ہے ہم اُس کی شکر گزاری کا حق ادا کرنے سے عاجز ہیں۔ .... ہم دوبارہ حضور کی اس عنایت کا شکر ادا کرتے ہیں اور اب ہم حضور سے درخواست کرتے ہیں کہ حضور اپنے ہاتھ سے سنگِ بنیاد نصب فرمائیں۔“

(علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ۔ 2 دسمبر 1908ء، صفحہ 4-14)

سید سلیمان ندوی صاحب نے لکھنؤ سے شائع ہونے والے اردو اخبار ”البیان“ میں اس سپاس نامے کو عربی ترجمہ کے ساتھ شائع کرایا جس کے ابتدائی فقرات یوں ہیں:

”الی سعادۃ آنریبل سر جان پرسکاٹ هیوٹ کے سی ایس آئی ای . نائب الحکم العام فی ایالة الممالک المتحدہ ، آگرہ و اودہ!

مولانا الاکرم! نحن اعضاء ندو ۃالعلماء نرحب بکم من حیث کونکم نائب الحکومة فی ھذہ الایالة و نشکرکم علی اجابتکم دعوتنا لوضع حجر اساس دار علوم الندوۃ ، فیشکرکم علی ذالک کافة المسلمین ...“

(البیان لکھنؤ۔ ذی قعدہ 1326 ھجری، صفحہ 3)

اس سپاس نامے سے پہلے تقریب کا احوال بیان کرتے ہوئے سید سلیمان ندوی صاحب نے لکھا:

”فبدت الحفلات ....بید حضرۃ السر جان هیوت والی الولایات المتحدہ فکان المحل المعد لهذا الاحتفال متزینا بالخیام المضروبة و الاعلام المنشورۃ و النمارق المصفوفة و الزرابی المبثوثة و الکراسی الموضوعة ...“

یعنی تقریب کا آغاز جناب سر جان ہیوٹ گورنر ممالک متحدہ کے ہاتھ سے ہوا، پس اس خاص تقریب کے لیے تیار کردہ جگہ خیموں، گاڑے ہوئے جھنڈوں، قطار در قطار لگے گاؤ تکیوں اور بچھے ہوئے نرم و نفیس قالینوں اور لگائی گئی کرسیوں سے سجی ہوئی تھی۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء کی اس تقریب سنگِ بنیاد کا سارا

احوال مع سپاس نامہ وجواب ہفتہ وار جریدے علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ 2 دسمبر 1908ء میں شائع ہوا۔اس جریدے کا ایک بڑا ذخیرہ آن لائن مشہور ویب سائٹ www.jstor.org پر موجود ہے اور محولہ بالا شمارہ اس لنک پر بآسانی دیکھا جاسکتا ہے:

https://www.jstor.org/stable/saoa.crl.28655777?seq=8#metadata_info_tab_contents

دار العلوم ندوۃ العلماء کے اس تاریخی موقع پر مولانا الطاف حسین حالی صاحب بھی مدعو تھے، وہ خود تو اس موقع پر بوجہ علالت نہ جاسکے لیکن اراکین ندوہ کے اصرار پر ایک نظم اس موقع کے لئے لکھی جو علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ میں شائع ہوئی جہاں سے نقل کر کے اس وقت کے مشہور اردو رسالہ ”مخزن“ نے بھی ان الفاظ کے ساتھ اس کو شائع کیا:

”مولانا حالی کا تازہ کلام ہے اس لئے بہت وسیع حلقہ شائقین تک پہنچنے کا مستحق ہے۔ ہم اس نظم کو نہایت خوشی سے درج کرتے ہیں۔“

ڈر حادثاتِ دہر کا پھر اس عمارت کو ہے کیا
رکھی گئی ہو علم اور اصلاح پر جس کی بنا
ہوں راج اور مزدور جس کے اہلِ علم و اتقا
اور مستری جس کا بنے صوبے کا خود فرمانروا
ہیوٹ نے ڈالی تری نیو اے ندوہ! کر شکرِ خدا

اب مشکلیں فضلِ خدا سے تیری سب آساں ہوئیں
سر جان ہے تیرا مربی، قوم ہے تیری معیں
رک رک کے آخر جھک چلے ہیں تیری جانب اہلِ دیں
اے ندوہ! یہ ساماں بجز تائید ربانی نہیں
پھر ڈر ہے اُس بیڑے کو کیا جس کا خدا ہو ناخدا

بے گھر تھا تو اے ندوہ! تجھ کو گھر دیا سر جان نے
ویرانہ تھا، آباد تجھ کو کر دیا سرجان نے
موقع تجھے بہتر سے بہتر دیا سر جان نے
خاکا تھا اک تو، رنگ تجھ میں بھر دیا سرجان نے
اب تو قدم آگے بڑھا، خواہش ہے گر اس سے سوا

اُس ملک و اہلِ ملک پر سمجھو خدا ہے مہربان
آزاد ہوں مذہب جہاں، آباد ہوں معبد جہاں
ہو سلطنت اس قوم کی جو علم کی ہو قدرداں
جلسوں میں پبلک کے شریک آ کر ہوں اعلیٰ حکمراں
دیں تاکہ اپنے خُلقِ شاہانہ سے دل سب کے بڑھا

دیں علم کی ترغیب انہیں جو علم سے بیزار ہوں
امداد دے دے کر پڑھائیں اُن کو جو نادار ہوں
خیرا د پر اُن کو چڑھائیں جو کہ ناہموار ہوں
دیں واجبی حق بے دریغ اُن کو کہ جو حقدار ہوں
جس قوم کو دیکھیں گرا، لیں دوڑ کر اس کو اٹھا

ممکن ہے کچھ دل اس حکومت میں ہوں نالاں اور حزیں
پر اِس سے تو خالی حکومت کوئی دنیا میں نہیں
وہ بادشاہ قبضے میں جس کے آسماں ہے اور زمیں
اُس کی حکومت میں بھی شادی ہے کہیں، ماتم کہیں
بارانِ رحمت ہے کہیں رحمت، کہیں سیلِ بلا

حق یہ ہے، ہو جس ملک میں ہر قوم کی حالت جدا
اس قوم کا مقصد الگ، اس قوم کی حالت جدا
رسمیں جدا ہر قوم کی، مذہب جدا، ملت جدا
نقشہ جدا، رنگت جدا، صورت جدا، سیرت جدا
ہے انتظام اُس ملک کا اعجاز انگلش قوم کا

محتاج تھے جو پرورش کے، تم نے پالا ہے انہیں
جو ہوگئے تھے پست، پستی سے نکالا ہے انہیں
درجے سے تھے جو گر گئے تم نے سنبھالا ہے انہیں
انگھڑ تھے جو تعلیم کے سانچے میں ڈھالا ہے انہیں
ہم سے تمہارا شکر اے برطانیو! کیا ہو ادا

ندوے کو یور آنر نے دی عزت ہے جو یہاں آن کر
ندوے کا یہ اعزاز ہے احسان ساری قوم پر
خیر اس حکومت کی مناتے ہیں مسلماں سر بسر
حق سے دعا کرتے ہیں جان و دل سے یہ شام وسحر
ایڈورڈ ہفتم اور شہنشاہی رہے اس کی سدا

(رسالہ مخزن، دہلی۔ 2 دسمبر 1908ء، صفحہ 67۔69
ایڈیٹر شیخ عبدالقادر)

جن لوگوں نے انگریزوں سے اپنی دینی درسگاہ کے لیے نہ صرف زمین لی بلکہ ماہانہ مالی معاونت بھی لیتے رہے اور پھر اس دینی درسگاہ کا افتتاح بھی انگریز گورنر سے کرایا، وہی لوگ جماعت احمدیہ پر انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہونے کا الزام لگاتے چلے آرہے ہیں تاکہ اس الزام کے شور میں اپنی تاریخی حقیقت دنیا سے چھپائے رکھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جماعت احمدیہ پر انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہونے کے الزام کا جواب دیتے ہوئے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم فروری 1985ء میں ندوۃ العلماء کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ندوۃ العلماء مسلمانوں کی چوٹی کی مذہبی درسگاہ ہے اور وہیں سے وہ سارے مولوی آرہے ہیں جو احمدیوں کی مخالفت کے لیے دساور بھیجے جاتے ہیں اس کا اصل مرکز وہی ہے۔ ... آج یہی ٹولہ ہے جس کے متعلق تاریخی حقائق سے ثابت ہے کہ انگریز نے ہمیشہ اس کو خاص مقصد کی خاطر استعمال کیا ہے اور انہیں مالی فوائد پہنچا کر ان سے بعض تاریخی کام لئے ہیں۔“

(خطباتِ طاہرؒ۔ جلد 4، صفحہ 84۔ 88)

توبہ سے عذاب ٹل جاتا ہے

(کلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

کیا تضرع اور توبہ سے نہیں ٹلتا عذاب
کس کی یہ تعلیم ہے دِکھلاؤ تم مجھ کو شتاب
اے عزیزو! اِس قدر کیوں ہوگئے تم بے حیا
کلمہ گو ہو کچھ تو لازم ہے تمہیں خوفِ خدا

(تتمہ حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 119)

قرآن اور انبیاء علیہم السلام

مکرم طارق حیدر صاحب، ونڈسر

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

’’اور کوئی امت نہیں مگر ضرور اس میں کوئی ڈرانے والا گزرا ہے۔‘‘ (سورۃ فاطر25:35)

ابتداء سے یہ سنت اللہ ہے کہ ہر قوم میں اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک فرستادہ ضرور مبعوث فرمایا تا حجت تمام ہو، اور ان پیغمبروں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ایک اور جگہ فرماتا ہے۔

’’یقیناً اللہ نے آدم اور نوح اور آلِ ابراہیم اور آلِ عمران کو سب جہانوں کے مقابل پر چن لیا۔‘‘

(سورۃ آل عمران 3:34)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں پرانے انبیاء علیہم السلام کے حوالہ سے ذکر کیا ہے وہاں ان انبیاء کی قوموں کا ذکر بھی موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے اپنے انبیاء علیہم السلام کی تائید میں معجزات دکھائے اور قرآن کریم میں ہمیں ان انبیاء علیہم السلام سے منسوب بہت سے واقعات بتا کر دراصل یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ کے چنیدہ لوگوں سے استہزا اور تعدی کے نتیجہ میں کیسے ظالم، سفاک اور طاقتور لوگ یا تو تاریخ کے تاریک اوراق کی نذر ہوئے یا انہیں ایسا حنوط کر دیا گیا کہ قیامت تک ایک عبرت کا نشان بن گئے۔ پس عقل مند وہی ہے جو ان عبرت کے واقعات سے سبق سیکھتا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے ذکر میں اللہ تعالیٰ فرشتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

’’پس جب میں اسے ٹھیک ٹھاک کرلوں اور اس میں اپنی روح میں سے کچھ پھونک دوں تو اس کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے گر پڑو۔‘‘ (سورۃ ص 73:38)

مگر اللہ تعالیٰ کے اس قدر تاکیدی حکم کے باوجود انبیاء علیہم السلام کی نافرمانی کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے ساتھ اس وقت ہی شروع ہو گیا جب ابلیس نے اپنے رب کی نافرمانی کرتے ہوئے انسانوں کے باپ اور پہلے پیغمبر کی خاطر سجدہ کرنے سے انکار کیا جیسا کہ قرآن مجید میں بیان ہے کہ:

’’اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کی خاطر سجدہ کرو تو وہ سب سجدہ ریز ہو گئے سوائے ابلیس کے، اس نے انکار کیا اور استکبار سے کام لیا اور وہ کافروں میں سے تھا۔‘‘ (سورۃ البقرہ 35:2)

ابلیس نے نہایت رعونت دکھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ:

’’کیا میں اس کے لئے سجدہ کروں جسے تو نے گیلی مٹی سے پیدا کیا ہے؟‘‘ (سورۃ بنی اسرائیل 62:17)

ابلیس کی اس نافرمانی پر اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک دھتکارے ہوئے لعنتی کی حیثیت سے ڈھیل دے دی اور فرمایا:

’’میں جہنم کو ضرور بھردوں گا تجھ سے اور ان سب سے جو ان میں سے تیری پیروی کریں گے۔‘‘

(سورۃ ص 86:38)

اور اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب آدم و حوا (علیہ السلام) کو وہ خوبصورت دعا سکھا دی کہ جس کو سمجھ کر پڑھنے کے نتیجہ میں ابن آدم ہمیشہ ہمیش کے لئے ابلیسی چنگل سے آزاد ہو جائے، جیسا کہ فرمایا:

’’ان دونوں نے کہا کہ اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم گھاٹا کھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔‘‘ (سورۃ الاعراف 24:7)

اور یوں ہمارے رب نے ہمیں حضرت آدم اور حوا (علیہ السلام) کے وسیلہ سے یہ بات سکھلا دی کہ انسان ایک مخلوق ہونے کے ناطے اور اس سے منسلک بشری کمزوریوں کی بنا پر ہر لحہ اپنے مالک کے رحم کا محتاج ہے اور اس رحم کو حاصل کرنے کا وسیلہ اس کے انبیاء اور ان کی لائی ہوئی تعلیمات ہیں۔ خود تمام نبیوں کے سردار آنحضور ﷺ نے بھی سب سے زیادہ قبولیت کی گھڑی میں خدا کی بخشش ہی مانگی جیسا کہ حدیث میں ہے کہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ! اگر مجھے علم ہو جائے کہ کون سی رات لیلۃ القدر ہے تو میں اس میں کیا دعا کروں۔ فرمایا کہ تو یہ دعا کر کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی۔

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب الدعا، باب الدعا بالعفو)

ترجمہ: اے اللہ تو بہت معاف کرنے والا اور معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے پس تو مجھے بھی بخش دے اور معاف فرما دے۔

تاریخ میں حضرت آدم علیہ السلام کے تیسرے فرزند

حضرت شیث کا بھی بحیثیت پیغمبر ذکر ملتا ہے۔جس کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ النمل کی تفسیر میں یوں بیان فرمایا کہ:

''حضرت آدمؑ نے لوگوں کو زراعت سکھائی اور حضرت شیثؑ نے ان کو کپڑا بننا سکھایا۔''

(تفسیر کبیر۔جلد ہفتم، صفحہ 31)

اسی ضمن میں تورات کے حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیث علیہ السلام کے بعد آپ کے بیٹے (یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے پوتے) حضرت انوش علیہ السلام نے ہدایت کے اس سلسلہ کو جاری رکھا۔

(تورات، پیدائش باب 5)

انسانیت پر نبوت کا یہ چشمہ جاری رہا اور حضرت ادریس علیہ السلام مبعوث ہوئے، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپؑ کو ایک صابر پیغمبر کے طور پر بیان فرمایا جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے۔

''اور اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل (کا بھی ذکر کر۔وہ) سب صبر کرنے والوں میں سے تھے۔''

(سورۃ الانبیاء 88:21)

اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر آپؑ کی صداقت پر مہر ثبت فرمائی جیسا کہ ارشاد ہے کہ:

''اور (اس) کتاب میں ادریسؑ کا ذکر بھی کر۔یقیناً وہ بہت سچا (اور) نبی تھا۔اور ہم نے اس کا ایک بلند مقام کی طرف رفع کیا تھا۔'' (سورۃ مریم 58-57:19)

آپ کے زمانۂ پیغمبری کے بارہ میں بائبل نے آپؑ کو حضرت آدم علیہ السلام کی ساتویں پشت سے اور حضرت نوح علیہ السلام کا پردادا (بعض جگہ دادا) بتایا ہے۔

(پیدائش، باب 4)

انبیاء علیہم السلام کے اس سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے جاری رکھا اور پہلے شارع (صاحب شریعت) نبی حضرت نوح علیہ السلام کے ذریعہ اللہ کے خوف اس کی عبادت اور توحید کا پیغام بھیجا، جیسا کہ فرمایا:

''یقیناً ہم نے نوحؑ کو بھی اس کی قوم کی طرف بھیجا تھا۔پس اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔اس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہیں۔یقیناً میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔''

(سورۃ الاعراف 60:7)

چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ہر طرح سے اپنے خالق کی طرف بلانے کی کوشش کی اور اس راستہ میں بہت مشکلات اٹھائیں مگر آپ کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی۔آپؑ کی اس حالت کو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا کہ:

''اور تو ان پر نوح کی خبر پڑھ جب اس نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! اگر تم پر میرا موقف اور اللہ کے نشانات کے ذریعہ نصیحت کرنا شاق گزرتا ہے تو میں تو اللہ ہی پر توکل کرتا ہوں۔پس تم اپنی تمام طاقت اکٹھی کر لو اور اپنے شرکاء کو بھی۔پھر اپنی طاقت پر تمہیں کوئی اشتباہ نہ رہے پھر کر گزرو جو مجھ سے کرنا ہے اور مجھے کوئی مہلت نہ دو۔'' (سورۃ یونس 10:10)

چنانچہ آپ جس قوم کی طرف مبعوث کئے گئے وہ فسق و فجور میں مبتلا ایک بت پرست قوم تھی جو پانچ بڑے بتوں یعنی ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو پوجتی تھی چنانچہ جب آپؑ نے انہیں توحید کی طرف بلایا تو آپؑ کی شدید مخالفت کی گئی بلکہ قوم کے سرداروں نے مکروفریب کا جال بن دیا اور لوگوں کو گمراہ کرنے میں پورا زور لگا دیا، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ:

''اور انہوں نے کہا ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑو اور نہ ود کو چھوڑو اور نہ سواع کو اور نہ ہی یغوث اور یعوق اور نسر کو'' (سورۃ نوح 24:71)

اور اللہ کے اس برگزیدہ کو اس قدر ستایا کہ آپؑ نے اپنے رب سے رجوع کرتے ہوئے مدد چاہی اور گریہ وزاری کی کہ اگر آج یہ لوگ غالب آ گئے تو تمام قوم کو گمراہ کر دیں گے یہاں تک کہ کوئی تیرا نام لیوا نہ بچے گا ،یوں آپؑ نے حق و باطل میں اپنے رب سے فیصلہ چاہا، جیسا کہ قرآن میں ہے کہ:

''اور نوح نے کہا اے میرے رب! کافروں میں سے کسی کو زمین پر بستا ہوا نہ رہنے دے۔''

(سورۃ نوح 27:71)

اور اللہ نے اپنے اس برگزیدہ کی پکار سن لی اور آپؑ کو اپنی قوم کے لئے تڑپتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

''اور نوح کی طرف وحی کی گئی کہ اس کے سوا جو ایمان لا چکا تیری قوم میں سے اور کوئی ایمان نہیں لائے گا۔پس اس سے دل برا نہ کر جو وہ کرتے ہیں۔''

(سورۃ ھود 37:11)

اور پھر آپ کو ایک کشتی بنانے کا حکم دیا اور ساتھ ہی حد سے بڑھے ہوئے معاندین کے غرق کئے جانے کی بشارت بھی دے دی جیسا کہ فرمایا:

''اور ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی کے مطابق کشتی بنا اور جن لوگوں نے ظلم کیا ان کے بارہ میں مجھ سے کوئی بات نہ کر۔یقیناً وہ غرق کئے جانے والے ہیں۔''

(سورۃ ھود 38:11)

چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے رب کے حکم کے مطابق ایک کشتی بنانی شروع کی اور دوسری طرف معاندین نے آپؑ کو کشتی بناتا دیکھ کر آپؑ پر استہزا شروع کر دیا اور جب مخالفین مظالم میں حد سے بڑھ گئے تب اللہ تعالیٰ کا فیصلہ آ گیا اور اس نے آپؑ کو حکم دیا کہ:

''یہاں تک کہ جب ہمارا فیصلہ آ پہنچا اور بڑے جوش سے چشمے پھوٹ پڑے تو ہم نے (نوح سے) کہا کہ اس (کشتی) میں ہر ایک (ضرورت کے جانور) میں سے جوڑا جوڑا سوار کرا اور اپنے اہل کو بھی سوائے اس کے جس کے خلاف فیصلہ گزر چکا ہے اور (اسے بھی سوار کر) جو ایمان

لایا ہے۔ اور اس کے ہمراہ ایمان نہیں لائے مگر تھوڑے۔ اور اس نے کہا کہ اس میں سوار ہو جاؤ۔ اللہ کے نام کے ساتھ ہی اس کا چلنا اور اس کا لنگر انداز ہونا ہے۔ یقیناً میرا رب بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔''

(سورۃ ھود 11:42-43)

فیصلہ کی اس گھڑی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ پیغمبر اور ان کی چھوٹی سی جماعت کی حفاظت فرمائی اور تکذیب کرنے والے اپنے انجام کو پہنچے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

'' پس انہوں نے اسے جھٹلا دیا اور ہم نے اسے اور ان کو جو کشتی میں اس کے ساتھ تھے نجات بخشی اور انہیں غرق کر دیا جنہوں نے ہمارے نشانات کو جھٹلایا تھا۔ یقیناً وہ ایک اندھی قوم تھے۔'' (سورۃ الاعراف 7:65)

آپؑ کے ایک بیٹے نے جو ظالم سرداروں کے دام میں پھنس چکا تھا، یہ کہہ کر کشتی میں سوار ہونے سے انکار کر دیا کہ ' میں کسی پہاڑ پر ٹھکانہ بنا لوں گا' تب حضرت نوح علیہ السلام نے تنبیہ کی کہ آج اللہ کے عذاب سے صرف وہی بچ سکے گا جس پر اللہ کا رحم ہو اور یہ کشتی دراصل اللہ کی حفاظت کا حصار ہے، مگر آپ کی بیوی اور ایک بیٹا نہ بچا، اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو خبر دی کہ اپنے بداعمال کی وجہ سے وہ تیرے اہل خانہ میں سے نہیں تھے، سو تو ان کی بابت غمگین مت ہو۔ تب آپؑ اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہوئے اور یہ دعا کی کہ:

''اس نے کہا اے میرے رب! یقیناً میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے وہ بات پوچھوں جس (مخفی رکھنے کی وجہ) کا مجھے کوئی علم نہیں اور اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔'' (سورۃ ھود 11:48)

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس برگزیدہ نبی کی پکار کو سنا اور نوحؑ پر سلامتی بھیجی جیسا کہ فرمایا:

''سلام ہو نوح پر تمام جہانوں میں''

(سورۃ الصافات 37:37)

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ طوفان نوح چالیس دن اور چالیس رات جاری رہا اور پانی ایک سو پچاس دن چڑھتا رہا اور گھٹتے گھٹتے ایک سو پچاس روز میں کم ہوا اور تب وہ کشتی اراراط کے پہاڑوں پر جا رکی۔

(پیدائش باب 7:12-13)

قرآن نے اس واقع کو کچھ یوں بیان فرمایا کہ:

''اور کہا گیا کہ اے زمین! اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان! تھم جا۔ اور پانی خشک کر دیا گیا اور فیصلہ صادر کر دیا گیا اور وہ (کشتی) جودی (پہاڑ) پر ٹھہر گئی اور کہا گیا کہ ہلاکت ہو ظالم قوم پر۔'' (سورۃ ھود 11:45)

تب اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو شکر بجا لاتے ہوئے مبارک مقام پر اترنے کی دعا بھی سکھلائی، جیسا کہ فرمایا:

''اور تو کہہ کہ اے میرے رب! تو مجھے ایک مبارک اترنے کی جگہ پر اتار اور تو اتارنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔'' (سورۃ المومنون 23:30)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء علیہم السلام اور مقربین کا اصل ہتھیار دعا ہے چنانچہ اس دور کے حکم وعدل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

''جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں، یا جو کچھ اولیائے کرام ان دنوں تک عجائب کمالات دکھلا رہے ہیں اس کا اصل اور منبع یہی دعا ہے۔''

(برکات الدعا۔ روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 11-12)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قرآن میں انبیاء علیہم السلام کے ذکر کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ:

''اس قسم کے بے شمار واقعات کا قرآن کریم میں پرانے انبیاءؑ کے حوالہ سے ذکر ہے جو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائے ہیں جن میں پہلے انبیاءؑ کی قوموں کا ذکر ہے۔ یہ بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاءؑ کی تائید میں معجزات دکھاتا ہے اور کس طرح اپنے معجزات اور نشانات دکھائے اور کس طرح قومیں تباہ ہوئیں۔ تو یہ سب کچھ جو قرآن کریم میں ہمیں بتایا گیا، کیا یہ سب ہمیں کہانیاں سنانے کے لئے ہے؟ کیا یہ اس بات کی ضمانت دینے کے لئے ہے کہ تم جو چاہو کرو، بے شک بے عملی کی زندگی گزارو، بے شک ظلموں میں بڑھتے چلے جاؤ، استہزا کرو، تعدی کرو، تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا؟ اگر یہ سوچ ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر بہت بڑا الزام ہے۔ پس عقلمند وہی ہے جو ان عبرت کے واقعات سے سبق سیکھتا ہے۔''

(خطبات مسرور۔ جلد پنجم، صفحہ 524)

(باقی آئندہ۔ مضمون جاری ہے)

وہ دل نواز ہے لیکن نظر شناس نہیں

وہ دل نواز ہے لیکن نظر شناس نہیں
مرا علاج مرے چارہ گر کے پاس نہیں
تڑپ رہے ہیں زباں پر کئی سوال مگر
مرے لیے کوئی شایان التماس نہیں
ترے جلو میں بھی دل کانپ کانپ اٹھتا ہے
مرے مزاج کو آسودگی بھی راس نہیں
کبھی کبھی جو ترے قرب میں گزارے تھے
اب ان دنوں کا تصور بھی میرے پاس نہیں
گزر رہے ہیں عجب مرحلوں سے دیدہ و دل
سحر کی آس تو ہے زندگی کی آس نہیں
مجھے یہ ڈر ہے تری آرزو نہ مٹ جائے
بہت دنوں سے طبیعت مری اداس نہیں

(ناصر کاظمی)

نماز دعا ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’نماز کیا ہے؟ یہ ایک دعا ہے جس میں پورا درد اور سوزش ہو اسی لئے اس کا نام صلوٰۃ ہے۔ کیونکہ سوزش اور فرقت اور درد سے طلب کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بدارادوں اور برے جذبات کو اندر سے دُور کرے اور پاک محبت اس کی جگہ اپنے فیض عام کے ماتحت پیدا کر دے۔ صلوٰۃ کا لفظ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ نرے الفاظ اور دعا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ضروری ہے کہ ایک سوزش، رقت اور درد ساتھ ہو۔ خدا تعالیٰ کسی دعا کو نہیں سنتا جب تک دعا کرنے والا موت تک نہ پہنچ جاوے۔ دعا مانگنا ایک مشکل امر ہے اور لوگ اس کی حقیقت سے محض ناواقف ہیں۔ بہت سے لوگ مجھے خط لکھتے ہیں کہ ہم نے فلاں وقت فلاں امر کے لئے دعا کی تھی مگر اس کا اثر نہ ہوا اور اس طرح خدا تعالیٰ سے بدظنی کرتے ہیں اور مایوس ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ جب تک دعا کے لوازم ساتھ نہ ہوں دعا کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

دعا کے لوازم میں سے یہ ہے کہ دل پگھل جاوے اور روح پانی کی طرح حضرتِ احدیت کے آستانہ پر گرے اور ایک کرب اور اضطراب اس میں پیدا ہو اور ساتھ ہی انسان بے صبر اور جلد باز نہ ہو بلکہ صبر اور استقامت کے ساتھ دعا میں لگا رہے پھر توقع کی جاتی ہے کہ دعا قبول ہو گی۔‘‘

(ملفوظات۔ جلد 5، صفحہ 93، ایڈیشن 1988ء)

شعبہ تربیت جماعت احمدیہ کینیڈا

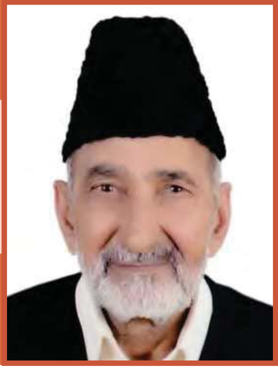

میرے شفیق ومہربان والدِ بزرگوارم نذیر احمد خادمؔ صاحب

محترمہ بشریٰ نذیر آفتاب صاحبہ، سیسکاٹون

آج مجھے جس پیارے اور مہربان وجود کا ذکرِ خیر کرنا ہے اس کے ساتھ جڑا ہر رشتہ بہت خوبصورت تھا۔ میرا معلم و مربی، نہایت مخلص دوست، بہترین مشیر اور بہت پیار کرنے والا باپ۔ اللہ تعالیٰ جو ہمارا خالق ہے اور کل کائنات کا مالک ہے اس کے بعد والدین ہی ہمیں دنیا میں لانے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ جمعہ کی صبح پتا چلا کہ ابا کی طبیعت کچھ ناساز ہے۔ اور پھر جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب مورخہ 6رفروری 2021ء اطلاع آ گئی کہ اچانک حرکتِ قلب بند ہوجانے کی وجہ سے ابا جان اس دارِ فانی سے رخصت ہوگئے اور اپنی جان جانِ حضور کے پیش کردی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن

بلانے والا ہے سب سے پیارا، اسی پہ اے دِل تو جاں فِدا کر

بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ قطعہ نمبر 4 میں آپ کی تدفین ہوئی۔ میرے والد صاحب جیسی نابغہ روزگار ہستی کی وفات سے نہ صرف ہمارے خاندان میں ایک بہت بڑا خلا پیدا ہوا ہے بلکہ بہت سے لوگ جو آپ کے دینی و دنیاوی علوم سے استفادہ کرتے تھے ان کو بھی آپ کی بہت زیادہ کمی محسوس ہوئی ہے۔

خوشبو تھا وہ چمن کی کہ روشن چراغ راہ
گل ہوگیا اچانک وہ روشن چراغ شخص

آپ کی زندگی کا نصب العین دینِ اسلام کی خدمت اور مخلوق خدا سے ہمدردی تھا۔

پیدائش

میرے ابا جان 15 مارچ 1945ء کو بمقام 184/7R تحصیل فورٹ عباس ضلع بہاول نگر میں محترم چوہدری احمد دین صاحب چٹھہ اور محترمہ رسول بی بی صاحبہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ آٹھ بہن بھائی تھے۔ آپ کے سب سے بڑے بھائی چوہدری بشیر احمد صاحب چٹھہ اور دو بہنیں صفیہ بیگم صاحبہ اور ثریا بیگم صاحبہ بقضائے الٰہی وفات پا چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔ آپ کی دو بہنیں عزیزہ بیگم صاحبہ اور رقیہ بیگم صاحبہ اور بڑے بھائی چوہدری مسعود احمد صاحب چٹھہ حیات ہیں جبکہ سب سے چھوٹے بھائی مکرم منیر احمد بسمل صاحب مربی سلسلہ، ایڈیشنل ناظر اشاعت ایم ٹی اے پاکستان خدمت سلسلہ کی توفیق پا رہے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

ہمارے خاندان میں احمدیت

ہمارے خاندان میں احمدیت آپ کے دادا محترم چوہدری شاہ دین صاحب چٹھہ کے ذریعہ آئی جو ایک عالم باعمل انسان تھے۔ جن کا اٹھنا بیٹھنا اس وقت کے بڑے بڑے علماء کے ساتھ تھا۔ ایک روز آپ کے دادا عرضی نویس سے عرضی لکھوانے سیالکوٹ کچہری گئے۔ آپ نے احمدی عرضی نویس کی میز پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک کتاب پڑی ہوئی دیکھی۔ آپ نے اس کتاب کو پڑھنا شروع کردیا۔ حسن اتفاق سے آپ کی نظر کتاب میں درج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار پر پڑی تو آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی جاری ہوگئی۔ چونکہ ان دنوں ہندوستان کے اخباروں میں یہ خبریں شہ سرخی بنی ہوئی تھیں کہ زارِ روس پر بڑا ظلم ہو رہا ہے۔ اس واقعہ کا آپ کے دل پر بہت گہرا اثر ہوا اور آپ نے اسی وقت عرضی نویس سے کہا کہ آپ کی بیعت کا خط حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ اقدس میں لکھ دیں۔ یہ غالباً 1918ء کا واقعہ ہے۔ آپ کے دادا جان نے احمدیت قبول کرنے کے بعد بہت سے کامیاب مناظرے کرائے۔ ان مناظروں میں اتنی برکت پڑی کہ چک 40 جنوبی ضلع سرگودھا کے بہت سے لوگوں نے احمدیت قبول کرلی۔ اس طرح چوہدری شاہ دین صاحب چٹھہ کی کوششوں اور کاوشوں سے ایک نئی جماعت قائم ہوگئی۔

تعلیم

آپ نے قریبی گاؤں سے مڈل تک تعلیم حاصل کی۔ قریب میں کوئی ہائی سکول نہ ہونے کی وجہ سے آپ مزید تعلیم کے لیے اپنی پھوپھو جان کے پاس گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ چلے گئے۔ آپ نے تعلیم الاسلام ہائی اسکول گھٹیالیاں سے میٹرک کرنے کے بعد ایف اے تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں سے کیا۔ بی اے پنجاب یونیورسٹی لاہور اور بی ایڈ کا امتحان اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور سے پاس کیا۔

بعض بزرگوں کا تذکرہ

تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں میں آپ پہلے سال طلباء یونین کے سیکرٹری اور دوسرے سال طلباء یونین کے بلا مقابلہ صدر منتخب ہوئے۔ ابو کو زمانہ طالب علمی میں ہی خلافت اسلامیہ احمدیہ اور خلافت کے دلدادوں کی صحبت اور ان سے تعلق بہت پسند تھا۔ ان دِنوں آپ کی خط و کتابت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور مشہور شاعر حضرت قاضی محمد ظہور الدین اکمل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھی۔ آپ نے ان کی خدمت میں دعا کے لئے خط لکھتے ہوئے عرض کی کہ میں طلباء یونین کا سیکرٹری بن گیا ہوں اور میرے سینے میں درد بھی رہتا ہے شاید یہ دل کا درد

ہے۔جس کے جواب میں انہوں نے منظوم خط لکھا جس کے بعض اشعار یوں ہیں۔

عزیزم نذیر احمد سلامت باکرامت باش
تمہارے دردِ دل سے ہوتا رہتا ہے جگر پاش
سیکرٹری یونین کے بن گئے اچھا مبارک ہو
ہمیشہ تم پہ یوں فضل خداوندتبارک ہو
ترقی دین و دنیا کی کرو حاصل زمانے میں
بنواِک روز ہیرو احمدیت کے فسانے میں

اس کے علاوہ بھی حضرت قاضی محمد ظہور الدین اکملؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو کو اپنی نظمیں لکھ کر بھجوایا کرتے تھے بلکہ ایسی چند نظمیں جو آپ کے منظوم کلام نغمۂ اکمل میں چھپی ہوئی ہیں۔وہاں بطور خاص لکھا ہے کہ خادم نذیر احمد گھٹیالیاں کے لئے۔

گھٹیالیاں میں تعلیم کے دوران آپ کو جامعہ مسجد گھٹیالیاں میں بارہا نماز جمعہ پڑھانے کی سعادت ملتی رہی۔اسی مسجد میں آپ کے ایک استاد محترم پروفیسر محمد عثمان صاحب بھی نماز جمعہ ادا کیا کرتے تھے۔اگلے دن کلاس شروع ہونے سے پہلے محترم پروفیسر صاحب اباجان کو بلا کر آپ کی حوصلہ افزائی کرتے اور فرماتے کہ آپ نے بہت اچھا خطبہ دیا تھا اور بھی کھل کر بولا کرو۔

جس سال آپ کالج یونین کے صدر تھے آپ ہر اجلاس کی ہفتہ وار کارروائی روزنامہ الفضل ربوہ میں بھجواتے اور وہ آپ کے نام سے چھپ بھی جاتی۔جب کالج یونین کا اجلاس ہو رہا ہوتا تو کالج کے ہر دل عزیز پرنسپل چوہدری عبدالسلام اختر صاحب ابا کی تقاریر کو خوب سراہتے اور اپنے قریب بیٹھے پروفیسر حضرات سے کہتے کہ ”خادم کے الفاظ دیکھو، خادم کا انداز دیکھو!“

جماعتی خدمات

ہمارے ابا جان نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اوائل عمری ہی سے خدمت دین کا آغاز کر دیا تھا۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو تحریر و تقریر میں خاص ملکہ عطا فرمایا تھا۔جوانی سے لے کر زندگی کے آخری وقت تک تقریر و تحریر اور وعظ و نصیحت کے ذریعہ خدمت دین اور تبلیغ دین میں لگے رہے۔آپ نے مختلف جماعتی پروگراموں میں متعدد تقاریر کرنے کی توفیق پائی اور متعدد کامیاب مناظرے کئے۔مختلف جماعتی اخبارات و رسائل میں بیسیوں تعلیمی و تربیتی مضامین بھی لکھے۔آپ کو مسجد ثنا دارالعلوم غربی ربوہ میں مسلسل پونے چار سال تک درس قرآن کریم دینے کی بھی توفیق ملی۔

آپ نے مضامین لکھنے کا آغاز گھٹیالیاں سے کر دیا تھا۔آپ کا جو پہلا مضمون روزنامہ الفضل ربوہ میں چھپا وہ قرآن و سنت کے عنوان پر تھا دوسرا مضمون والدین کی خدمت و اطاعت کے بارہ میں تھا۔حضرت مولانا دوست محمد شاہد مورخ احمدیت نے اپنی تصنیف ”بیسویں صدی کا شاہکار“ میں اباجان کا ایک مضمون روزنامہ الفضل ربوہ سے لے کر ازراہ شفقت شائع فرمایا ہے۔1970ء میں ماہنامہ خالد ربوہ نے ”ارض بلال کا شاندار مستقبل“ پر مضمون نویسی کا مقابلہ کروایا۔الحمدللہ ابا کا مضمون اول قرار پایا اور ماہنامہ خالد ربوہ کے ستمبر کے شمارہ کی زینت بنا۔

جب آپ تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں میں زیرِ تعلیم تھے، کالج کے وسیع و عریض اور سرسبز و شاداب گراؤنڈ میں سیالکوٹ ضلع کا جلسہ ہوا جس میں کم و بیش پانچ ہزار کے لگ بھگ افرادِ جماعت نے شرکت کی۔اس جلسے میں علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے کے عنوان پر تقریر کرنے کے لئے کالج کے پرنسپل جناب چوہدری عبدالسلام اختر نے کالج کی طرف سے ابا کو نمائندہ مقرر کیا۔مرکزِ سلسلہ سے اس جلسہ میں شمولیت کے لئے محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب، محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب رئیس التبلیغ افریقہ اور خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحبؓ بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔مکرم نذیر احمد صاحب ایڈووکیٹ نائب امیر ضلع سیالکوٹ کی صدارت میں یہ جلسہ ہو رہا تھا۔اللہ تعالیٰ نے ابا کی تقریر میں اتنی برکت ڈالی کہ تقریر کے اختتام پر مولانا شیخ مبارک احمد صاحب اپنی نشست سے اٹھ کر آپ کے پاس تشریف لائے اور نہایت شفقت و محبت کے انداز میں ایک ہاتھ آپ کے سر پر رکھ کر فرمایا: شاباش، شاباش، ماشاء اللہ آپ نے بہت اچھی تقریر کی ہے۔آپ کی تقریر نے ہمارا دل باغ باغ کر دیا ہے۔اللہ آپ کو سلامت رکھے۔

23 سال کی عمر میں آپ نے بطور قائد مجلس گھٹیالیاں عملی خدمت کا آغاز کیا۔بعدازاں ناظم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ۔نائب ایڈیٹر ماہنامہ خالد ربوہ۔قائد ضلع خیر پور۔قائد ضلع بہاول نگر۔قائد علاقہ بہاول نگر۔معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ۔معاون صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ۔مختلف مواقع پر پانچ مرتبہ قائمقام امیر ضلع بہاول نگر مقرر ہوئے۔نائب امیر ضلع بہاول نگر۔صدر جماعت چک 184-7R۔ناظم انصار اللہ ضلع بہاول نگر۔نائب قائد عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان۔قاضی دارالقضا ربوہ اور نائب صدر محلّہ دارالعلوم غربی ثنا ربوہ خدمت کی توفیق ملی۔

مجلس مشاورت مرکزیہ پاکستان

جماعتِ احمدیہ پاکستان کی مجلسِ شوریٰ میں آپ کو سالہا سال تک شامل ہونے کی توفیق ملتی رہی۔مجلسِ شوریٰ میں آپ کے مخلصانہ اور دردمندانہ مشوروں کو آج بھی آپ کے جاننے والے یاد کرتے ہیں۔1978ء میں مجلسِ شوری کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت آپ کو سب کمیٹی اصلاح و ارشاد کا صدر مقرر فرمایا۔

(روزنامہ الفضل ربوہ۔یکم اپریل 1978ء،صفحہ 6)

تحریر و تقریر کے علاوہ آپ کو انتظامی امور کا خاص ملکہ حاصل تھا۔بڑی کثرت کے ساتھ مجالس اور جماعتوں کا

دورہ جات کرتے۔ ان جماعتی دوروں کے دوران کئی کئی روز گھر سے باہر رہتے۔ آپ نے 42 سال کی عمر میں سرکاری ملازمت شروع کی تھی اس سے قبل آپ دن رات خدمت دین میں لگے رہے۔ جب بھی مرکز سے کوئی خط یا پیغام ملتا آپ بلا توقف اسی وقت تیار ہو کر گھر سے چلے جاتے۔

مختلف وقتوں میں آپ کو اپنے علاقہ کے علاوہ مرکز کی طرف سے دیگر اضلاع میں بھی دورہ جات کے لئے بھجوایا جاتا رہا۔ معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور معاون صدر مجلس خدام الاحمدیہ کی حیثیت سے بھی آپ نے سندھ اور سرحد کے متعدد ضلعی اجتماعات میں بطور مرکزی نمائندہ شرکت کی توفیق پائی۔ ایک موقع پر آپ نے سرحد کا گیارہ روزہ دورہ بھی کیا۔

جماعتی دورہ جات کا اگر ایک دفعہ منصوبہ کیا تو پھر اس کو کبھی ملتوی نہیں کیا۔ جب محترم رانا نصرت احمد ناصر صاحب مرحوم چک نمبر 166 مراد کے قائد مجلس تھے تو ابا جان اور وہ آس پاس کی مجالس میں دورہ جات کے لئے جایا کرتے تھے۔ ایک روز دونوں نے ایک مجلس میں جانا تھا کہ اچانک تیز آندھی اور بارش نے آ گھیرا۔ ابا نے طوفانی موسم کی پرواہ کئے بغیر اپنا سفر جاری رکھا اور صبح ساڑھے چار بجے چک نمبر 166 مراد ضلع بہاول نگر پہنچ کر رانا نصرت ناصر صاحب کے دروازہ پر دستک دے دی۔ انہوں نے دروازہ کھولا اور حیران ہو کر کہا کہ میں تو سوچ رہا تھا کہ آج آپ دورہ ملتوی کر دیں گے۔ پھر وہ جلدی جلدی تیار ہوئے اور اگلی مجلس کے لئے رختِ سفر باندھا۔

اگست 1999ء میں ابا جان ایک جماعتی دورہ پر جا رہے تھے کہ آپ کو حادثہ پیش آ گیا جس میں آپ کو شدید چوٹیں آئیں۔ جس میں آپ کے جبڑے کی ہڈی بھی ٹوٹ گئی۔ مگر آپ نے نہ تو مجھے اور نہ ہی میرے دونوں بڑے بھائیوں کو جو جرمنی میں مقیم تھے، اس حادثے کے بارہ میں بتایا تا کہ فکرمند نہ ہوں۔ 17 ستمبر کو ایک خط لکھا جس کے آخر میں اس حادثہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا: بہر حال آپ سب کو مبارک ہو کہ خدا نے مجھے دوبارہ زندگی کا جو موقع دیا ہے اسے اسی کی رضا کی راہوں میں قربان کر دوں اور اس کی ذات سے کبھی بے وفائی نہ کروں۔

مٹ جاؤں میں تو اس کی پرواہ نہیں ہے کچھ بھی
میری فنا سے حاصل گر دین کو بقا ہو

یہ ان دنوں کا واقعہ ہے جب ابا ناظم انصار اللہ ضلع بہاول نگر تھے۔

شکرانِ نعمت

میرے ابو اکثر ہمیں اور ہمارے بچوں کو یہ بتایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر بڑا فضل و احسان ہے کہ ہمارے دادا جان چوہدری شاہ دین صاحب چٹھہ کے احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے ہمارے خاندان میں احمدیت آئی اور ہم اندھیروں سے روشنی اور ظلمت سے نور کی طرف آ گئے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔ اگر حضرت دادا جان احمدیت قبول نہ کرتے تو خدا جانے ہمارا کیا حشر ہوتا۔ اب ہم ایک الٰہی جماعت کے فرد ہیں جو ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کا جہاد کر رہی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کا اقرار ہے، محمد رسول اللہ ﷺ کی رحمت کی حقیقی تعلیم ہے، امن ہے، محبت ہے، پیار ہے، بھائی چارہ ہے اور سب سے بڑھ کر انسانیت ہے۔ اور یہ سب خلافت حقہ اسلامیہ سے وابستہ ہونے کی وجہ سے ہمیں ملا۔

توکل علی اللہ

ابا جان کو جیسے ہی مرکز سے جماعتی دورہ جات یا کسی جماعتی پروگرام میں شمولیت کی اطلاع ملتی تو فوراً تیاری پکڑ لیتے۔ اسی طرح کا ایک واقعہ میرے میاں آفتاب انور بتاتے ہیں کہ 1982ء میں جب وہ گورنمنٹ صادق Egerton کالج بہاول پور میں پڑھتے تھے۔ ایک دن وہ گاؤں سے بہاول پور جا رہے تھے۔ ان سے اگلی سیٹ پر ابا بیٹھے ہوئے تھے رات کا وقت تھا۔ میرے میاں نے اپنا تعارف کرایا اور بتایا کہ وہ بہاول پور جا رہے ہیں۔ اس پر ابا نے بتایا کہ میں نے بہاول پور سے آگے جانا ہے۔ جب بہاول پور پہنچے تو چونکہ رات کافی ہو چکی تھی۔ میرے میاں بتاتے ہیں کہ میں نے کہا کہ رات کا وقت ہے آپ کی بس آنے میں کئی گھنٹے باقی ہیں آپ میرے ساتھ آئیں ہوسٹل میں جگہ ہے رات یہاں گزاریں اور صبح سویرے اگلی بس میں چلے جائیں۔ اِس پر ابا نے اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کیا کہ اس نے محض اپنے فضل سے رات بس سٹاپ پر گزارنے کی بجائے مناسب جگہ پر گزارنے کا سامان مہیا فرما دیا ہے۔

اسی طرح ایک دفعہ آپ لمبے جماعتی سفر سے واپس آ رہے تھے کہ بس میں آپ کی آنکھ لگ گئی اسی دوران کوئی آپ کے کپڑے اور جوتے چرا کر لے گیا۔ جب آپ کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ نہ جوتے ہیں اور نہ سامان۔ جیسے ہی آپ ہمارے قصبے کے بس سٹاپ پر پہنچے تو بس سے ننگے پاؤں نیچے اترے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ بس سٹاپ کے پاس ہی ایک ریڑھی والے کے پاس ایک آدمی کھڑا ہے اس نے آپ کو دیکھتے ہی کہا کہ خادم صاحب آپ ننگے پاؤں؟ ابو نے ان کو بتایا کہ میرے جوتے اور سامان بس میں کسی نے چرا لیا ہے۔ اس پر ان صاحب نے فوراً اسی ریڑھی سے آپ کو نئے جوتے دلوا دیئے۔ گھر آ کر ابا نے ساری بات امی کو بتاتے ہوئے کہا کہ جوتے خرید کر دینے والے آدمی کو میں نہیں جانتا تھا مگر وہ مجھے جانتا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہجرت کے بعد 1985ء میں آپ کو مسلسل اڑھائی ماہ تک مرکزی نمائندہ کی حیثیت سے صوبہ سندھ کی تمام جماعتوں کے دورہ کی توفیق ملی۔ آپ ہر روز کم از کم تین جماعتوں کا دورہ کرتے۔ آپ کی ایمان افروز اور ولولہ انگیز تقریروں سے احباب کے جذبہ ایمانی میں بہت اضافہ ہوا اور ان کے حوصلے بہت بڑھ گئے۔ آپ نے سندھ کی مختلف جیلوں میں اسیران راہِ مولیٰ تک حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام پہنچایا۔ یہ پیغام پڑھ کر اسیرانِ راہ مولیٰ کے اندر نئی ایمانی روح پیدا ہوئی اور ان

کے حوصلے بہت بلند ہوگئے۔

2010ء میں گاؤں سے ربوہ ہجرت کر گئے۔اس موقع پر آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے دارالقضا ربوہ میں بطور قاضی مرافعہ اولیٰ میں خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ربوہ میں رہائش کے دوران آپ کو متعدد جماعتی کتب کی پروف ریڈنگ کی بھی توفیق ملی۔جن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات پر مشتمل کتاب سبیل الرشاد جلد چہارم بھی شامل ہے۔آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترجمہ قرآن کی فائنل پروف ریڈنگ کی بھی توفیق ملی جو ابھی شائع نہیں ہوا۔ان علمی خدمات کو اپنے لئے بہت بڑی سعادت جانتے تھے اور اکثر ہم سب سے اس کا ذکر کیا کرتے تھے۔

ہمارے امی ابا دونوں بلاوجہ روک ٹوک نہ کرتے تھے بلکہ اپنے عملی نمونہ اور دعا کے ساتھ تربیتِ اولاد کے قائل تھے۔میں نے جب سے ہوش سنبھالی ہے اپنے تمام گھر والوں کو باجماعت نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔جس کی تازہ مثال ابو جان کی وفات کے چند دن بعد مجھے ملی۔جب میں نے اپنے ایک بھائی کو فون کیا تو باتوں باتوں میں انہوں نے بتایا کہ امی ابا کی تربیت کا یہ اثر ہے کہ آج تک کوئی نماز اللہ کے فضل نہیں چھوٹی اور گزشتہ دو سال سے ہر نماز باجماعت ادا کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔الحمدللہ علی ذالک

اہلِ خانہ سے حسن سلوک

میرے والد نے ایک مثالی شوہر اور مثالی والد کے طور پر زندگی گزاری ہے۔گھر والوں سے آپ کی شفقتوں اور محبتوں کے ان گنت واقعات ہمارے دلوں میں محفوظ ہیں جو الگ سے ایک مضمون کا تقاضا کرتے ہیں۔ہمارے گاؤں سے بس سٹاپ 5 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔رات کے وقت سواری کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے اکثر پیدل گھر آتے۔

رات گئے گھر پہنچتے تو تو ہماری والدہ سے کھانے پکانے کے لئے نہ کہتے بلکہ گھر میں جو بھی بچا کھچا ہوتا کھا کر سو جاتے۔ابا جان کی طبیعت میں انتہا درجے کی سادگی تھی۔تصنع و بناوٹ نام کی کوئی چیز نہ تھی۔آپ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والے متوکل انسان تھے۔

خلافت سے والہانہ تعلق

خلافت احمدیہ سے آپ کو عشق کی حد تک پیار تھا۔خلیفہ وقت کی زبان مبارک سے نکلی ہر بات پر عمل کرنے کی کوشش کرتے اور اپنی اولاد کو بھی اس کی نصیحت کرتے۔خطبہ جمعہ سننے کے بعد اپنی اولاد میں سے کسی نہ کسی کو فون کر کے خطبہ جمعہ کے نکات ڈسکس کرتے۔اپنے بچوں کو ہمیشہ خلافت سے زندہ اور مضبوط تعلق بنائے رکھنے کی نصیحت کیا کرتے تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آپ کو ذاتی طور پر جانتے تھے۔اکثر خلفاء کی شفقت و محبت کے تذکرے کرتے اور ملاقاتوں کے واقعات سنایا کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو کسی الگ مضمون میں ان واقعات کا ذکر کرنے کی کوشش کروں گی۔آپ ہر چھوٹے بڑے معاملہ میں خلیفہ وقت سے رہنمائی لیتے اور اس پر عمل کرتے۔

تعلق باللہ

میرے ابا عبادات کو سنوار کر خدا کے حضور پیش کرنے والے تھے۔پنجگانہ نمازوں کو التزام کے ساتھ ادا کرتے،نماز تہجد کا زندگی بھر خاص اہتمام کیا۔نمازوں کی حفاظت اور اپنے وقت پر ادائیگی پر نہ صرف خود عمل کرتے بلکہ اپنے بچوں کو بھی کہتے کہ اپنی نمازوں پر نگران بنو۔اگر کسی لمبے سفر کے بعد گھر پہنچتے اور نماز کا وقت ہو جاتا تو فوراً نماز کے لئے روانہ ہو جاتے۔

قرآن کریم اور مطالعہ کتب

قرآن کریم سے تو ابا جان کو عشق تھا۔گھر پر ہوتے تو کم از کم چار پانچ دفعہ بلند آواز میں تلاوت کیا کرتے۔آیاتِ قرآنی پر بہت غور و تدبر کرتے اور قرآن کریم کے اسرار و رموز جاننے کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور بکثرت دعائیں کرتے تھے۔ غالباً 1971ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے گھروں میں تفسیر صغیر کے درس کی تحریک فرمائی تھی۔آپ بتایا کرتے تھے کہ اس دن کے بعد جب آپ گھر میں موجود ہوں کبھی تفسیر صغیر کے درس میں ناغہ نہیں ہونے دیتا۔آپ کتب حدیث و سیر، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب، خلفائے احمدیت اور جماعتی کتب و رسائل کا مطالعہ باقاعدگی سے کیا کرتے تھے۔

مخلوقِ خدا سے ہمدردی

آپ تمام ضرورت مندوں کی بلاتفریق مذہب و ملت مدد کرتے۔جب آپ درس و تدریس کے شعبہ سے وابستہ تھے اپنی تنخواہ کا کثیر حصہ ضرورت مند بچوں کو دے دیتے۔آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہومیوپیتھی کلاسوں سے بہت فائدہ اٹھایا۔حضورؒ کی ہومیوپیتھی سے متعلق کتاب ’’علاج بالمثل‘‘ کو ہمیشہ زیر مطالعہ رکھتے۔اللہ تعالیٰ نے اس محبت کی برکت سے آپ کے ہاتھ میں بہت شفا رکھ دی تھی۔دور دراز علاقوں سے لوگ آپ سے دوا لینے کے لیے آیا کرتے۔آپ اس خدمت کو خلافت احمدیہ کا فیضان قرار دیتے اور ہر کسی کو بلا معاوضہ دوا مہیا کرتے۔

جب آپ کو پینشن ملنی شروع ہوئی تو ساری رقم ضرورت مندوں کو تقسیم کر دیتے۔جرمنی میں مقیم میرے تینوں بھائی آپ کی خدمت کے لئے باقاعدگی سے رقم بھجوایا کرتے تھے۔آپ اس میں سے معمولی رقم اپنے پاس رکھتے اور باقی پیسے ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیتے۔یہ سلسلہ آپ کی وفات تک جاری رہا۔آپ کی وفات کے بعد ابا کے بہت سارے پیاروں کے فون اور پیغامات آئے کہ آپ ان کی ضرورتوں اور ان کے بچوں کی پڑھائی کے اخراجات اٹھا رہے تھے۔آپ یہ ساری خدمت بڑی خاموشی سے کیا کرتے تھے۔

(باقی صفحہ 31)

جلسہ یوم خلافت وان امارت کی چند جھلکیاں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 28 مئی 2021ء میں فرمایا کہ کل 27 مئی تھی جس سے ہم یوم خلافت کے نام سے یاد رکھتے ہیں۔ یوم خلافت کی مناسبت سے جماعت میں جلسے بھی منعقد ہوتے ہیں تاکہ جماعت کی تاریخ کا علم ہو اور خلافت سے متعلق ہم اپنی ذمہ داریوں سے واقف رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ہم نے اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرستادہ کو مانا اور پھر خلافت کی بیعت میں آئے۔

حضور انور کے بیان فرمودہ مذکورہ بالا مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے وان امارت نے آن لائن جلسہ یوم خلافت مورخہ 27 مئی 2021ء بروز جمعرات شام سات بجے منعقد کیا۔ مکرم محمد زبیر منگلا صاحب لوکل امیر وان کی درخواست پر اس اجلاس کی صدارت مکرم ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے کی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا سورۃ النور کی آیت نمبر 55-58 کی تلاوت مکرم رضا الرحمٰن درد صاحب حلقہ وان ایسٹ نے کی۔ ان آیات کریمہ کا انگریزی اور اردو ترجمہ بالترتیب مکرم واسیب احمد صاحب حلقہ کلائنبرگ اور مکرم اسد سعید صاحب حلقہ وان نارتھ نے پیش کیا۔ ان کے بعد مکرم رامیش احمد صاحب حلقہ وان ساؤتھ نے صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ کی نظم ’خدا کا یہ احسان ہے ہم پہ بھاری‘ خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ ان اشعار کا انگریزی ترجمہ مکرم محترم آدم عابد الیگزینڈر صاحب لوکل مشنری نے پڑھ کر سنایا۔

اس کے بعد جلسہ یوم خلافت کی تقاریر کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب کی تقریر

اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مربی سلسلہ وان نے کی۔ انہوں نے سورۃ ابراہیم کی آیت نمبر 80 کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پیش کیا اور بتایا کہ میری تقریر کا عنوان ”27 مئی شکر گزاری کا دن“ ہے۔ انہوں نے کہا کہ 26 مئی 1908ء کا دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی وفات کی وجہ سے جماعت کی تاریخ میں ایک صدمہ کے دن کے طور پر یاد رکھا جائے گا۔ لیکن اگلے ہی روز 27 مئی کو جماعت نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رسالہ الوصیت میں تحریر فرمودہ ہدایت کی روشنی میں متفقہ طور پر حضرت الحاج مولانا حکیم نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا پہلا خلیفہ منتخب کر لیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اپنے دور کو قدرتِ اولیٰ اور اپنے بعد کے دور کو قدرتِ ثانیہ قرار دیا اور جماعت کو خوشخبری دی کہ یہ دور دائمی ہوگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بابرکت دور کے بعد افرادِ جماعت کے ایک گروپ نے نظام خلافت کی مخالفت کی اور علیحدہ ہو کر لاہور چلے گئے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ خدائی فرمان کے مطابق خلافت علیٰ منہاج نبوت روزِ اوّل سے اب تک روز بروز ترقی پذیر ہے تو خدا کے شکر سے ہمارے دل بھر جاتے ہیں۔ مکرم مولانا صاحب موصوف نے کہا کہ ہم دو طرح سے شکر ادا کر سکتے ہیں۔ اوّلاً اللہ تعالیٰ کے احکامات کی روشنی میں خلافت کے ساتھ پختہ تعلق قائم کرنے سے۔ اس حوالہ سے انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمودات پڑھ کر سنائے۔ اور بتایا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا دوسرا طریقہ نمازوں کی ادائیگی اور عبادات بجا لانا ہے۔ اس پہلو سے آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال بیان کی کہ جب ساری رات عبادت کرتے وقت آپؐ کے پاؤں سوج جاتے اور ایک دفعہ آپؐ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بے انتہا فضل فرمائے ہیں اور اس نے میرے تمام گناہ بخش دئے ہیں تو ایسی صورت میں کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں! ہم نے بھی اسی اسوہ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہے۔ مکرم مربی صاحب موصوف نے محترم مصطفی ثابت صاحب مرحوم کے حوالہ سے حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک ایمان افروز واقعہ بیان کیا کہ جب انہیں کامیابی کا راز بتانے کو کہا گیا تو انہوں نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے فرمایا کہ میں نے تمام عمر خلافت کی اطاعت کی۔

بعدہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پرشوکت تحریر کا ایک اقتباس پڑھ کر سنایا جس میں حضور علیہ السلام نے اللہ کی اطاعت، رسول کی اطاعت اور اولی الامر کی اطاعت پر زور دیا۔ مکرم مولانا صاحب موصوف نے تقریر کے آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک تقریر کا حوالہ دیا۔ جس میں حضور انور نے امریکہ اور کینیڈا کے احباب جماعت کو فرمایا کہ اگر آپ واقعی اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہونا چاہتے ہیں تو اپنے اندر ایک مکمل تبدیلی پیدا کریں۔ مکرم مولانا صاحب موصوف نے تقریر کے آخر میں کہا کہ اگر ہم واقعی آج کے دن کو شکر گزاری کا دن بنانا چاہتے ہیں تو خلیفۂ وقت کی مکمل اطاعت کرتے ہوئے ان کی ہدایات پر عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان فضلوں کا وارث بنائے جو اس نے ہم پر 1908ء کے دن کئے تھے اللہ تعالیٰ ہماری آنے والی نسلوں میں بھی اس کو جاری رکھے۔ آمین!

ترانہ خلافت

ان کے بعد مکرم ذکی احمد گوندل صاحب اور مکرم لقمان احمد

گوندل صاحب حلقہ میپل نے ترانہ خلافت 'خلیفہ کے ہم ہیں خلیفہ ہمارا' ترنم سے پیش کیا۔ اس کا انگریزی ترجمہ مکرم سکندر بخت خان صاحب حلقہ وان نارتھ نے پڑھ کر سنایا۔

مکرم ارسلان احمد وڑائچ صاحب

اس جلسہ کی دوسری تقریر مکرم ارسلان احمد وڑائچ صاحب مربی سلسلہ وان نے ''برکاتِ خلافت'' کے موضوع پر کی۔ انہوں تقریر کا آغاز شاعر احمدیت مکرم ثاقب زیروی صاحب مرحوم کی ایک مشہور نظم کے ایک شعر 'خلافت سہارا ہے ہم غمزدوں کا۔ اسے رکھ سلامت خدائے خلافت۔' سے کیا۔ انہوں نے کہا بعض نادان سمجھتے ہیں کہ خلافت ایک اچھی اور بڑے فخر کی چیز ہے لیکن ان کو معلوم نہیں کہ یہ ذمہ داری اس قدر بھاری ہے کہ اگر خلیفہ کو اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل نہ ہو تو اس کو اٹھانا ممکن نہیں۔ اس حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اقتباس پیش کیا۔ جس میں حضورؓ فرماتے ہیں کہ جماعت سے باہر کا ایک شخص سمجھتا ہوگا کہ لاکھوں لوگوں پر حکمرانی کرنا ایک بڑی بات ہے لیکن کیا میری خلافت میں آپ میں سے کسی کی آزادی پر کوئی فرق پڑا ہے۔ ... یہاں ایک بڑا فرق ہے وہ یہ کہ کوئی تو ہے جو آپ لوگوں کے لئے ہمدردی رکھتا ہے سچی محبت کرتا ہے اور آپ کے دکھ اور تکلیف کو اپنا دکھ اور تکلیف سمجھتا ہے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کے حضور آپ کے لئے دعائیں کرتا ہے۔

پھر انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قبولیتِ دعا کے چند ایمان افروز واقعات بیان کئے۔

مکرم مربی صاحب موصوف نے بتایا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ کوئی رات نہیں گزرتی جس میں کہ وہ عالمِ تصور میں دنیا کے تمام ممالک میں نہ جاتے ہوں اور وہاں کے رہنے والے ہر احمدی کے لئے دعا نہ کرتے ہوں۔

آخر میں انہوں نے کہا کہ ان ایمان افروز واقعات بیان کرنے کا مقصد زندہ خدا پر پختہ ایمان اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ خلیفۂ وقت کی دعاؤں کی قبولیت سے آگاہ کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں خلیفۂ وقت کی خواہشات کے مطابق اپنی زندگیاں ڈھالنے اور ان کی ہدایات اور احکامات کے مطابق زندگی گزارنے والے بنائے تاکہ خلیفۂ وقت کی دعائیں ہمارے حق میں قبول ہوں۔ آمین۔

مکرم ڈاکٹر مرزا حمید احمد صاحب

نیشنل سیکرٹری تعلیم مکرم ڈاکٹر مرزا حمید احمد صاحب نے 26 جون کو منعقد ہونے والے پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام فیئر کے بارہ میں تفصیلات بتائیں اور کہا کہ حصول تعلیم کے بارہ میں ہمارے تمام خلفاء نے بہت زور دیا ہے۔ 1979ء میں جب پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو نوبل انعام ملا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے محترم ڈاکٹر صاحب کے پائے کے سو مسلمان سائنسدانوں کے ہونے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اور ہمارے پیارے حضور خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی اسی خواہش کو دہرایا۔ مکرم ڈاکٹر صاحب نے حضور انور کے خطاب ارشاد فرمودہ 14 دسمبر 2019ء کا ایک اقتباس پڑھ کر سنایا جس میں حضور انور نے قرآن کریم، سائنس اور انسانیت میں تعلق کے بارہ میں تحقیق کرنے کے لئے احمدی سائنسدانوں پر زور دیا۔

اس کے بعد مکرم ڈاکٹر صاحب نے احباب جماعت کو اس بات پر زور دیا کہ اپنے 5 سے 12 گریڈ کے بچوں اور بچیوں کو ڈاکٹر سلام فیئر میں حصہ لینے کے لئے زیادہ سے زیادہ رجسٹر کریں اور ان کی تیاری کرائیں۔ انہوں نے مزید بتایا کہ ملک بھر کے لئے آن لائن ہونے والے اس پروگرام میں متعدد سائنسدان، ماہرین تعلیم اور ممبران پارلیمنٹ بھی موجود ہوں گے۔ نیز صوبہ سیسکاچوان کی اسمبلی میں ایک تحریک پیش کی جائے گی جس میں پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی گراں قدر سائنسی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا جائے گا اور اس سلسلہ میں ہونے والے ان کے نام سے موسوم فیئر منعقد کرنے کو سراہا جائے گا ان شاء اللہ۔ انہوں نے آخر پر اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے اعلیٰ معیار کے پروجیکٹس کے ساتھ شمولیت کرنے پر زور دیا۔

بعض ضروری اعلانات

اس کے بعد مکرم صدر صاحب جلسہ کے ارشاد پر حسب معمول مکرم کامران اشرف صاحب وڈ برج نارتھ نے اعلانات پڑھ کر سنائے۔

صدارتی خطاب

مکرم ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب نے اپنے اختتامی خطاب میں آیت استخلاف کے فوراً بعد کی آیت نمبر 57 سورۃ النور کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پیش کیا اور کہا کہ ہم میں کتنے ہیں جنہوں نے کبھی اس آیت پر غور کیا ہے؟ جو نماز کا قیام، زکوٰۃ کی ادائیگی اور رسول کی اطاعت جیسی تین اہم ذمہ داریاں ہم پر ڈالتا ہے۔ اور ہمارے لئے خلافت کے دائمی قیام کے لئے ان تینوں امور پر عمل کرنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ پہلی ضروری شرط نماز کی ادائیگی ہے یعنی اپنے لئے تمام احمدیوں، تمام مسلمانوں اور تمام انسانیت کے لئے دعا کرنا، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اور اس کا حمد و ثنا کرنا ہے۔ دوسری ضروری شرط ادائیگی زکوٰۃ ہے جس کا بنیادی مقصد معاشرے میں دولت کی تقسیم ہے۔ اس کے ایک معنی پاک کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں متعدد بار نماز اور زکوٰۃ کا اکٹھے ذکر کیا ہے۔ تیسری ضروری شرط اطاعت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو میری اطاعت کرتا ہے وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے اور جو میری نافرمانی کرتا ہے وہ اللہ کی نافرمانی کرتا ہے۔ اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

اطاعت کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ موجودہ وقت میں امیر کی اطاعت سے مراد خلیفۂ وقت اور وہ تمام جماعتی عہدے دار ہیں جو نظام جماعت کے ذریعہ مقرر کئے جاتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں اطاعت کے وسیع تر مفہوم، معانی، مطالب اور مقاصد کو سمجھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان امور کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق دے آمین۔

(باقی صفحہ 31)

ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد

مولانا مرزا محمد افضل

ڈاکٹر مرزا حمید احمد

ارسلان احمد وڑائچ

آدم عابد الیگزینڈر

رضا الرحمٰن درد

واسیب احمد

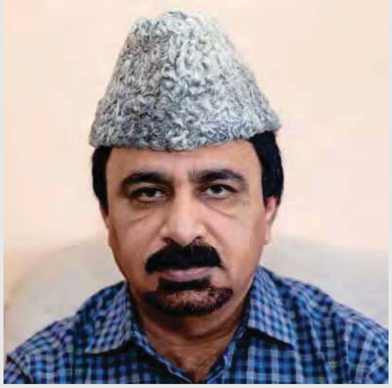
اسد سعید

رامیش احمد

ذکی احمد گوندل

لقمان احمد گوندل

سکندر بخت خان

بقیہ از خطبات جمعہ کے خلاصہ جات

آپ، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پڑنواسی اوراسی طرح ننھیال کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پڑنواسی تھیں۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدہ امۃ الحیٔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نواسی، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت پروفیسر علی احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف بھار کی پوتی تھیں۔

مرحومہ لجنہ اماء اللہ میں نیشنل سیکرٹری تربیت امریکہ، نیشنل نائب صدر امریکہ، صدر لوکل لجنہ اماء اللہ واشنگٹن اور مختلف کمیٹیوں کی ممبر رہیں۔

3۔محترمہ بسم اللہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ناصر احمد خان صاحب بہادر شیر افسر حفاظت خاص۔ آپ 14 جون 2021ء کو 84 برس کی عمر میں جرمنی میں وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔

4۔مکرم کرنل جاوید رشدی صاحب ابن مکرم چودھری عبدالغنی صاحب آف راولپنڈی۔مرحوم سابق سیکرٹری تعلیم، وقفِ جدید، رشتہ ناطہ، وصایا اور تین بار حلقہ سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی کے صدر بھی رہے۔مرحوم کا کچھ عرصہ پیشتر انتقال ہوا تھا۔اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن

حضورِانور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لیے دعا کی۔

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔7، 14، 21، 28 جون 2021ء)

بقیہ از میرے والد نذیر احمد خادم صاحب

پسماندگان

آپ نے پسماندگان میں ہماری والدہ محترمہ ناصرہ صدیقہ صاحبہ، چار بیٹے مکرم ظہیر احمد طاہر صاحب، نائب صدر مجلس انصار اللہ جرمنی، مکرم نصیر احمد شاہد صاحب مقیم جرمنی، مکرم تنویر احمد ناصر صاحب مقیم جرمنی، عزیزم ناصر احمد ندیم صاحب ربوہ، دو بیٹیاں خاکسار بشریٰ نذیر آفتاب اہلیہ آفتاب انور صاحب اور محترمہ صادقہ منورہ صاحبہ اہلیہ مکرم ناصر محمود صاحب بھٹی سیسکاٹون کینیڈا سوگوار چھوڑے ہیں۔آپ کے ایک نواسے عزیزم ماہد شریف ناصر سلمہ جامعہ احمدیہ کینیڈا میں درجہ ثانیہ کے طالب علم ہیں۔

ربوہ میں میرے چھوٹے بھائی عزیزم ناصر احمد ندیم سلمہ اور پیاری بھابھی عزیزہ امۃ الودود سلمہا کو ہمارے والد محترم اور والدہ محترمہ کی غیر معمولی خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے جزیل عطا فرمائے۔آمین!

ہمارے والد محترم نے اپنے بچوں کے گھروں کو جنت نظیر بنانے میں اپنی شب و روز دعاؤں اور اپنے عملی نمونہ سے اہم کردار ادا کیا ہے۔اکثر یہ نصیحت کرتے کہ گھر میں پیار کی فضا کو قائم رکھیں اور اپنے صحنِ خانہ کو پیار و محبت سے باغ و بہار بنائے رکھیں۔ ہمارے گھروں میں خدا کرے خوشیوں کے پھول کھلیں۔اللہ آپ کا نگہبان ہو اور ہمارے ہر گلشن کا پاسبان ہو۔

پھلا پھولا رہے یارب چمن میری امیدوں کا
جگر کا خون دے دے کر یہ بوٹے میں نے پالے ہیں

میرے والد صاحب کی وفات پر امیر جماعت کینیڈا محترم ملک لال خاں صاحب اور صدر صاحبہ لجنہ اما اللہ کینیڈا محترمہ امتہ السلام ملک صاحبہ سمیت بہت سے بھائی بہنوں نے تعزیتی فون کئے اور ہمارے غم میں شریک ہوئے۔اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین جزا دے۔آمین۔

نماز جنازہ غائب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہِ شفقت ومحبت 5 / مارچ 2021ء کے خطبہ جمعہ میں آپ کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے فرمایا:''نذیر خادم صاحب نے کالج کے زمانہ سے ہی خدمتِ دین کا آغاز کر دیا تھا۔اللہ تعالیٰ نے ان کو تحریر وتقریر میں خاص ملکہ عطا فرمایا تھا۔جوانی سے لے کر زندگی کے آخری وقت تک تقریر وتحریر اور وعظ ونصیحت کے ذریعہ خدمت دین اور تبلیغ دین میں لگے رہے۔خدام الاحمدیہ ربوہ میں معاون صدر رہے۔پھر معتمد کے طور پر بھی خدمت کی توفیق ملی۔ پھر نائب امیر ضلع بہاول نگر بھی رہے۔نائب قائد عمومی مجلس انصار اللہ کی خدمت کی توفیق ملی۔دار القضا ربوہ کے قاضی بھی رہے۔اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کے لواحقین کو ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی، ان کے بچوں کو ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔''

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔19/ مارچ 2021ء، صفحہ 15)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے والد صاحب کی جملہ صفاتِ جمیلہ اور اوصافِ حمیدہ پر عمل کرنے کی توفیق دے۔حضور انور کے ارشاد کے مطابق آپ کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرماتا رہے اور آپ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔آمین! اَللّٰهُمَّ اغْفِرْهُ وَارْحَمْهُ وَأَدْخِلْهُ فِيْ جَنَّتِ النَّعِيْم

بقیہ از جلسہ یوم خلافت وان امارت کی چند جھلکیاں

شرکاء

بارہ سو سے زائد افراد نے آن لائن اس جلسے میں شمولیت اختیار کی۔آخر میں دعا کے ساتھ یہ بابرکت جلسہ یوم خلافت پونے نو بجے اختتام پذیر ہوا۔

نوٹ: اس جلسہ کی کاروائی انگریزی میں ہوئی جس کی مختصر رپورٹ اردو میں افادہ عام کے لئے پیش کی گئی ہے۔

(رپورٹ: مکرم غلام احمد عابد صاحب سیکرٹری اشاعت وان امارت)

اعلانات

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لیے اعلانات جلد از جلد لکھ کر بھجوایا کریں۔ نیز اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون نمبر یا سیل نمبر ضرور لکھیں۔

دعائے مغفرت

☆ مکرم محمد یونس مجوکہ صاحب

20/جون2021ء کو مکرم محمد یونس مجوکہ صاحب بریڈفورڈ جماعت 77 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن. 23/جون2021ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ایک بجے مکرم مولانا غلام مصباح بلوچ صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور دو بجے بریمپٹن میموریل گارڈن میں تدفین ہوئی اور اس کے بعد مکرم پروفیسر صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔

آپ نہایت مخلص، نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، ہمدرد و خیرخواہ اور دعا گو بزرگ تھے۔انہیں ربوہ اور کراچی میں مختلف خدمات انجام دینے کی توفیق ملی۔

آپ کا نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ وفا کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں آپ نے اہلیہ محترمہ بشریٰ بی بی صاحبہ، ایک بیٹا مکرم ہارون مجوکہ صاحب امریکہ، ایک صاحبزادی محترمہ سدرۃ المنتہیٰ صاحبہ اہلیہ مکرم ملک مبارک احمد مجوکہ صاحب بریڈفورڈ یادگار چھوڑی ہیں۔

مرحوم اپنی صاحبزادی کے ہاں ہی قیام پذیر تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے محترمہ سدرۃ المنتہیٰ صاحبہ اور ان کے شوہر مکرم ملک مبارک احمد مجوکہ صاحب کو ان کی غیر معمولی خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے جزیل عطا فرمائے۔آمین!

☆ مکرم محمد ارشد رانا صاحب

05/جولائی 2021ء کو مکرم محمد ارشد رانا صاحب احمدیہ ابوڈ آف پیس جماعت 80 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن. 06/مئی2021ء کو سکاٹ فیونرل ہوم وڈبرج میں اڑھائی بجے مکرم عبدالحنان سوبھی صاحب مربی سلسلہ ٹرانٹو نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔اور اگلے روز 07 جولائی 2021ء کو گیارہ بجے نیشنل قبرستان میں تدفین کے بعد مرحوم کے بھائی مکرم رانا بشارت احمد صاحب نے دعا کرائی۔

آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت حاجی کرم بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے تھے۔اور مکرم رانا بشارت احمد صاحب مخلص رضا کار ایوان طاہر کے بھائی تھے۔

مرحوم نہایت مخلص، نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، ہمدرد و خیرخواہ اور دعا گو بزرگ تھے۔آپ کا خلافت کے ساتھ وفا کا تعلق تھا۔

پسماندگان میں آپ نے اہلیہ محترمہ حلیمہ بشریٰ صاحبہ احمدیہ ابوڈ آف پیس یادگار چھوڑی ہیں۔مرحوم مکرم ظفر احمد خالد صاحب میپل کے تایا جان اور مکرم عبدالباسط قمر بقاپوری صاحب احمدیہ ابوڈ آف پیس کے بہنوئی تھے۔

یاد رہے کہ حکومت کینیڈا کے جملہ قواعد وضوابط اور سماجی فاصلے کی شرائط کو برقرار رکھتے ہوئے نماز ہائے جنازہ اور قبرستان میں تدفین کے مواقع پر صرف چند اعزہ واقارب نے ہی شرکت کی۔

ادارہ مذکورہ بالا مرحومین کے تمام پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے۔اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اِن مرحومین کے لواحقین اور عزیزوں کو صبر جمیل بخشے۔اور اُن کی نیکیوں اور خوبیوں کو جاری وساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن کے ساتھ مغفرت اور بخشش کا سلوک فرمائے۔آمین!

كُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ قف ثُمَّ اِلَيۡنَا تُرۡجَعُوۡنَ o

(سورۃ العنکبوت 58:29)

ترجمہ: ہر جان موت کا مزا چکھنے والی ہے۔ پھر ہماری طرف ہی تم لوٹائے جاؤ گے۔

دل و جاں جنہوں نے خداوند پہ وارے
بہت یاد آئے وہ پیارے ہمارے
شہادت کو اپنے گلے سے لگائے
چلے جب بہادر تو لب مسکرائے
ہماری جو آنکھوں سے پھوٹے ہیں دھارے
بہت یاد آئے وہ پیارے ہمارے
بہت گہرے گھاؤ دل و جاں پہ کھا کر
دلاسا دلائے وہ گھر گھر میں جا کر
وہ اُس کی محبت کے دیکھے نظارے
بہت یاد آئے وہ پیارے ہمارے

(مکرم عبدالجلیل عباد صاحب)